رسول اللہ ﷺ کے عطایا
اوران کے دعوتی اثرات

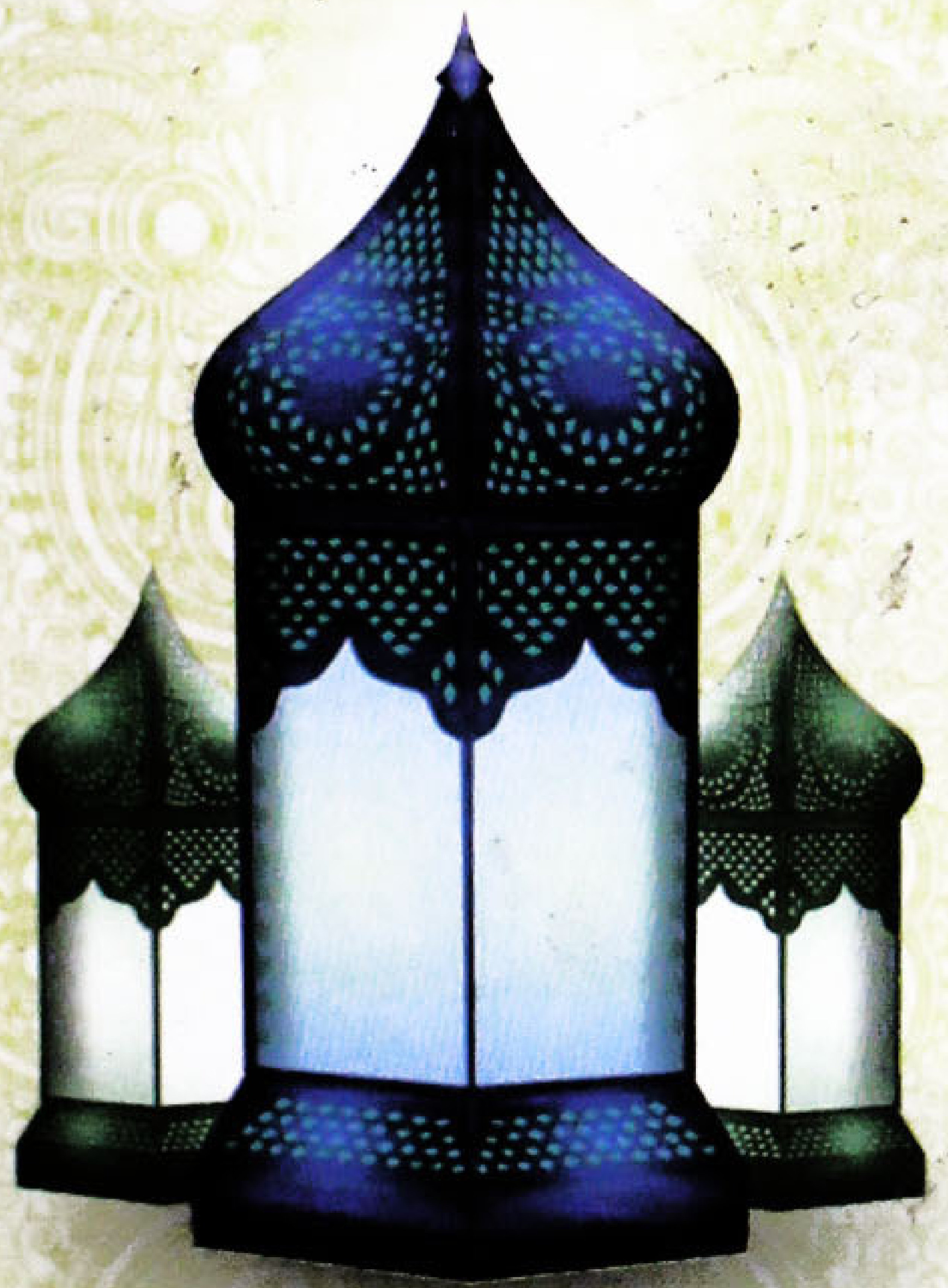

ڈاکٹر ادیبہ صدیقی

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے عطایا
اور ان کے دعوتی اثرات

ڈاکٹر ادیبہ صدیقی

کتب خانہ سیرت
شاپ ۱۴۳، تیسری منزل، بک مال،
اردو بازار۔ کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق محفوظ

نام کتاب: رسول اللہ ﷺ کے عطایا اور ان کے دعوتی اثرات
مؤلف: ڈاکٹر ادیبہ صدیقی
اشاعت اول: ربیع الاول ۱۴۳۹/نومبر ۲۰۱۷ء
تعداد: پانچ سو
صفحات: ۹۶

297-99Z1
1325
140640

ناشر

کتب خانہ سیرت

شاپ ۳۱۳، تیسری منزل، بک مال، اردو بازار۔ کراچی
0333-3114696, 0321-2834249
Whatsapp:0301-2558476
Fb.com/kutbkhanaseart

Marfat.com

فہرست مضامین

تقدیم ۹
رسول اللہ ﷺ کے عطایا اور کے دعوتی اثرات ۱۳
غزوہ حنین کے مالِ غنیمت اور موکفۃ القلوب ۲۱
مالِ غنیمت ۲۴
موکفۃ القلوب اور حضرت ﷺ کی فیاضی ۲۵
نبی کریم ﷺ کا حنین کی غنیمت میں حصہ ۲۹
عطایا نبویہ ﷺ کی نوعیت اور حیثیت ۳۰
عطایا نبویہ ﷺ پانے والے افراد اور ان کے قبائل ۳۱
عطایا نبوی ﷺ کی برکات اور اس کے اثرات ۳۴
قریش کے عطایا پر انصار کو ملال اور آپ ﷺ کا خطاب ۴۳
بارگاہِ نبوت ﷺ میں آنے والے وفود کا اکرام اور عطایا کی نوازش ۴۶
۱۔ وفد بنی ارحب ۴۷
۲۔ وفد اشجع ۴۸
۳۔ وفد بنی سلیم ۴۹
۴۔ وفد بنی ثعلبہ ۵۰
۵۔ وفد بنی مہرہ ۵۰
۶۔ وفد عبد القیس ۵۱
۷۔ وفد بنی عقیل ۵۲

Marfat.com

۸۔ وفد تغلب	۵۳
۹۔ وفد ہمدان	۵۴
۱۰۔ وفدِ بنی طے	۵۶
۱۱۔ وفد داریین	۵۶
۱۲۔ وفد جعدہ	۵۶
۱۳۔ وفد بنی مرّہ	۵۶
۱۴۔ وفد بنی البکاء	۵۷
۱۵۔ وفد جعفی	۵۷
۱۶۔ وفد بنی تجیب	۵۸
۱۷۔ وفد بنی عذرہ	۵۹
۱۸۔ وفد بلی	۵۹
۱۹۔ وفد بہراء	۶۰
۲۰۔ وفد بنو کندہ	۶۰
۲۱۔ وفد بنو ریایین	۶۱
۲۲۔ وفد بنی محارب	۶۲
۲۳۔ وفد بنی حنیفہ	۶۲
۲۴۔ وفد بنی غامد	۶۴
۲۵۔ وفد سلامان	۶۴
قبائل عرب پر دین اسلام کے دعوتی اثرات کا جائزہ	۶۶
فتنہ ارتداد کے شکار قبائل قائدین، افراد میں سے	۷۰
نبی اکرم ﷺ سے اقطاع پانے والوں کی تفصیل اور جائزہ	
بنو کندہ اور اشعث بن قیس	۷۶

Marfat.com

بنوکندہ اور اشعث بن قیس کا ارتداد پھر اسلام میں واپسی ۷۶
بنوفزارہ ۸۰
عیینہ بن حصین بن فزاری قلبی ۸۱
عیینہ، فزارہ اور بنوغطفان کا ارتداد ۸۳
بنوحنیفہ اور مسیلمہ کذاب کی بارگاہ رسالت ﷺ میں آمد ۸۶
مسیلمہ بن کذاب کا دعویٰ نبوت اور ارتداد ۸۸
بنوحنیفہ کا ارتداد ۸۸
رجال بن عنفوۃ کا مرتد ہونا ۸۹
مجاعہ بن مرارۃ ۸۹
مسیلمہ کذاب کے فتنے کا خاتمہ ۹۱
رسول اللہ ﷺ کے اقطاع وعطایا کے دعوتی اثرات کا تجزیہ ۹۳
عہد جاہلیت کے بہت بڑے اللہ کے دشمن کا قبول اسلام کے بعد
اللہ کی راہ میں آنکھوں کو قربان کردینا ۹۴
حضور اکرم ﷺ کا سپہ سالار مشرکین کو سالارِ مسلمین بنانا ۹۴
حضور اکرم ﷺ کی فیاضی سے بدو کے ذریعے پورے قبیلے کا اسلام لانا ۹۴
بارگاہ نبوت ﷺ میں آنے والے وفود کی تالیف القلبی اور عزت افزائی ۹۵
رسول اکرم ﷺ کے حلیفانہ روابط قائم کرنے کی بہ دولت
قبائل کا جاں نثار و علم بردارِ اسلام بن جانا ۹۶

Marfat.com

انتساب

میں انتہائی عجز وانکساری کے ساتھ اپنی اس کاوش کو سرکار دو جہاں، سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام منسوب کرتی ہوں جن کے مبارک نام کی بہ دولت اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیشہ میری تمام مشکلیں آسان فرمائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت سے میری اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین

(ڈاکٹر ادیبہ صدیقی)

Marfat.com

اظہارتشکر

سب تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے آں حضرت ﷺ کو رحمۃ للعالین بنا کر ہماری ہدایت ورہ نمائی کے لیے اس دنیا میں بھیجا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ مجھ ناچیز کو یہ سعادت بخشی کہ میں ان خوش قسمت لوگوں میں شامل ہوسکوں جنہوں نے سیرت مطہرہ پر کام کیا ہے۔ لاریب سیرت مبارکہ کے کسی بھی پہلو پر کام کرنا ہر مسلمان کے لیے باعثِ سعادت ہے۔

میں پشاور یونیورسٹی کے شعبۂ مطالعات سیرت کی بے حد ممنون ہوں، جس نے مجھے سیرت مطہرہ میں تحقیقی کام کا موقع فراہم کیا۔ میں نے اپنے نگران محترم پروفیسر ڈاکٹر ضیاء اللہ الازہری، چیرمین شعبۂ مطالعات سیرت کی بے حد احسان مند ہوں، جنہوں نے اس تحقیقی مقالے کی تیاری کے طویل عرصے میں قدم قدم پر میری مدد ورہ نمائی کی۔

میں ڈاکٹر سفیر اختر، ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمہ اللہ اور ڈاکٹر حافظ سجاد تنزالوی کی بھی انتہائی مشکور ہوں، جنہوں نے موضوع کے حوالے سے اہم نقاط کی طرف میری توجہ دلائی۔

اس کے علاوہ میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے چیف لائبریرین جناب شیر نوروز خان صاحب کی بھی بے حد ممنون ہوں، جنہوں نے تحقیق کے سلسلے میں میری رہ نمائی کی اور میرے ساتھ بہت تعاون کیا اور لائبریری سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے مجھے ہر طرح سے سہولت فراہم کی۔

Marfat.com

میری تحقیق کا بیشتر وقت چوں کہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں گزرا لہٰذا میں اسلامی یونیورسٹی کے سابق صدر جناب انور سجاد صدیقی کی بھی بے حد ممنون ہوں، جنہوں نے یونیورسٹی میں رہائش اور لائبریری سے استفادے میں میرے ساتھ تعاون کیا۔

میں محمد حافظ عارف گھانچی کی بھی بے مشکور ہوں جنہوں نے آپ ﷺ کے مکاتیب کے حوالے سے مجھے مواد فراہم کرنے میں بہت مدد کی۔

میرے مقالے کے کئی ایک ابواب شش ماہی السیرہ عالمی میں بھی شائع ہوئے جس پر میں ادارہ السیرہ کی بھی ممنون ہوں۔

اس کے علاوہ میں اپنی والدہ اور اپنے اہلِ خانہ، تمام درستوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں، جن کی دعاؤں، شفقت اور بے پناہ تعاون سے اس تحقیق کی تکمیل ممکن ہوئی۔

ڈاکٹر ادیبہ صدیقی

Marfat.com

تقدیم

سید عزیز الرحمن

مطالعہ سیرت ہر صاحب ایمان کی ضرورت اور ہر صاحب تحقیق کی سعادت ہے، اور الحمدللہ مطالعہ سیرت اور سیرت طیبہ کی مختلف جہات و جوانب سے اخذ و استفادے کا ماحول مسلسل پروان چڑھ رہا ہے، جس کے سبب نئے نئے موضوعات پر مسلسل تحریریں سامنے آرہی ہیں۔ یہ تحریریں کئی نوعیتوں کی ہیں۔ اکثر تحریریں تو دہرائی ہوئی باتوں پر مشتمل ہوتی ہیں، خواہ مضامین و مقالات کی صورت میں ہوں، یا کتابوں کی شکل میں، پھر جب سے سیرت طیبہ کے حوالے سے مقابلوں اور کانفرنسوں کا رجحان قائم ہوا ہے، اس وقت سے ایک مخصوص تعداد ایسے حضرات کی بھی سامنے آئی ہے، جس کی دل چسپی کا اولیں محور فقط ان پروگراموں میں شرکت ہے۔ اس صورت حال نے ان پروگراموں کے نتیجے میں سامنے آنے والے تحریری مواد کے معیار پر بجاطور پر سوالات قائم کیے ہیں۔

دوسری نوعیت کی تحریریں مختلف معاصر جامعات سے تحقیقی مقالات کی صورت میں سامنے آرہی ہیں، اس ضمن میں بھی بہت سا مواد افسوس یہ ہے کہ معیار کے کم سے کم درجے پر بھی پورا اترتا نظر نہیں آتا۔ ان مقالات میں ضابطے کی پابندی، عنوان کی ندرت، مواد کا تقدس، حوالوں کا استناد اور پیش کش کا حسن سب ہی کم کم دکھائی دیتا ہے۔ یہ ہی سبب ہے کہ ہماری جامعات سے بڑی تعداد میں مرتب اور تحریر ہونے والے یہ مقالات اکثر محض حصول سند کے لیے مفید ہونے کے علاوہ کسی کام نہیں آتے، اور مقصد حاصل ہونے کے بعد ان سے استفادہ تو کجا انہیں دیکھنا بھی مشکل تر ہوتا ہے۔ ان مقالات کا شائع ہونا اور قارئین سیرت تک پہنچنا تو بہت دور کی بات ہے۔

Marfat.com

البتہ اس سارے پس منظر میں خوش آئند بات یہ ہے کہ گزشتہ دو تین عشروں میں ان مقالات کے عنوانات میں بھی سیرت طیبہ اور متعلقات سیرت کے عنوانات زیادہ کثرت سے نظر آنے لگے ہیں۔

تیسری نوعیت عام کتب و مضامین پر مشتمل ہے۔ یہاں بھی کم از کم تعداد میں اضافہ خوب دیکھنے میں آرہا ہے۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ ان عشروں میں سیرت طیبہ اور متعلقات سیرت پر لکھنے اور پڑھنے کا رجحان پروان چڑھا ہے، چناں چہ ایک محتاط اندازے کے مطابق گزشتہ تین عشروں میں محض اردو میں شائع ہونے والی کتبِ سیرت کی تعداد پانچ ہزار سے متجاوز ہے۔ یہ بات بہ جائے خود خوش آئند بھی ہے، امید افزا بھی اور سعادت بھی، سعادت بھی ایسی جو خود بہت سی سعادتوں کا پیش خیمہ ہے۔ مطالعہ سیرت کے اسی ذوق کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ ان عشروں میں ملک کے طول و عرض میں کئی ایک ایسی لائبریریاں بھی قائم ہوئی ہیں، جنہوں نے کتب سیرت کو اپنا تخصص قرار دے دیا ہے۔ فللہ الحمد و المنة

اس پوری خوش آئند صورت حال میں قابل غور فکر بات یہ ہے کہ اچھی اور معیاری تحریریں کم کم ہی نظر سے گزرتی ہیں۔ بالخصوص زیادہ افسوس بات کا ہے کہ جامعات سے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر سامنے آنے والا کام بہت سے سوالات جنم دیتا ہے۔ یہ پہلو ہماری خاص توجہ کا متقاضی ہے۔ اس صورت میں اچھی تحریر، اور کسی نئے عنوان سے ہونے والی سلیقے کی محنت سامنے آتی ہے تو مسرت کا باعث بنتی ہے اور قدرے اطمینان بھی ہوتا ہے کہ کہیں نہ کہیں کچھ کام بھی ہو رہا ہے۔ زیر نظر مقالہ بھی جو ڈاکٹر ادیبہ صدیقی کا تحریر کردہ ہے، جب راقم کی نظر سے گزرا تو یہی تاثر پختہ ہوا، اس بنا پر اس مقالے کی السیرہ میں اشاعت کا اصولی فیصلہ کیا گیا۔

اب اس مقالے کا ایک حصہ جو شش ماہی السیرہ عالمی کے شمارے ۳۷ بابت ربیع الاول ۱۴۳۸ھ/دسمبر ۲۰۱۶ء میں شائع ہوا تھا۔ علیحدہ سے کتابی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ اور ناشر محترم، معروف کتاب دار و کتاب شناس سیرت جناب حافظ محمد عارف گھانچی کا عزم یہ ہے کہ اس مقالے کے دوسرے حصے بھی جلد ہدیہ قارئین کیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

Marfat.com

اس مقالے کا مرکزی خیال آں حضور سرور کونین ﷺ کے وہ اقطاع و عطایا ہیں، جو آپ نے مدنی عہد میں مختلف حضرات کو عطا فرمائے۔ یہ عطایا ہر حکومت کے ضابطے کا حصہ ہوتے ہیں، اور ہر حکم راں اس نوعیت کے فیصلے کیا کرتا ہے، لیکن دربار نبوت کا مقام الگ ہے، اس لیے ان اقطاع و ہدایات کا یہ مطالعہ ناگزیر ہے کہ ان نبوی فیصلوں کی حقیقت اور حکمت کو جانا جا سکے، یہی اصل تحقیق ہوتی کہ اس کی روشنی میں آج کے کاروبار حکومت و سیاست کے لیے رہ نما خطوط حاصل ہو سکتے ہیں۔ زیر نظر مقالے کی روشنی میں اس کی ایک سعی مشکور سامنے آتی ہے۔ درحقیقت نبی اکرم ﷺ کا ایک ایک عمل کسی نہ کسی حکمت کے ماتحت تھا، اور یہی حکمت آج ہماری اصل متاع ہے۔ اس کتاب میں مقالے کا جس قدر حصہ شامل ہے، اس میں نبی اکرم ﷺ کے عطا اور ہدایا کے دعوتی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے، اور یہ ایک قابل قدر سعی ہے، جس پر مقالہ نگار مستحق تبریک ہیں، مگر یہ اس سلسلے کا، اور اس عنوان پر غور و فکر کا آغاز اور اس کا ایک پہلو ہے۔ اس سلسلے میں دو نکات ہمارے پیش نظر رہنے چاہییں۔

الف: یہ تحریر ہو یا اس نوعیت کی کوئی دوسری تحریر، جب کسی واقعے یا سلسلۂ واقعات سے سبق حاصل کرنے اور اخذ نتائج کی بات ہوگی تو اس سلسلے میں ایک سے زائد آرا کا بھی احتمال ہے، اور ان میں سے کسی رائے کے غیر درست ہونے کا بھی احتمال رہے گا، اس پر کلام بھی ہو سکتا ہے، اور غور و فکر بھی جاری رہے گا۔

ب: آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور اسوہ حسنہ قیام قیامت تک کے لیے رہ نما خطوط کا مقام رکھتا ہے، یہ راہ نمائی ہمیشہ ان حالات کے ماتحت حاصل کی جاتی ہے، جن میں کوئی محقق غور و فکر کرتا ہے، اس لیے قیامت تک یہ غور و فکر جاری رہے گا، اور اپنے اپنے عہد کے مسائل کے لیے اس وقت کا ذہن سیرت طیبہ سے نتائج حاصل کرتا رہے گا۔

البیہ یہ بھی ہے کہ علمی تحریروں کا کوئی طالب نہیں، کتاب آج جس قدر پڑھی جا رہی ہے وہ صرف مختلف امتحانی ضرورتوں کے لیے یا مولفین کی عقیدت میں، اب ضرورت ہے کہ موضوع کی عقیدت میں اچھی تحریروں کو پھیلانے اور ان کی اشاعت میں اپنا کردار ادا کریں۔ ان حالات میں حافظ عارف گھانچی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ وہ ایسی کتب کی اشاعت کا حوصلہ کر رہے ہیں۔

Marfat.com

ہمیں ایسے اداروں کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کرنی چاہیے، تاکہ سنجیدہ علمی ماحول پروان چڑھ سکے، اور خصوصاً سیرت طیبہ سے عملی استفادے کے راستے روشن تر ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے، اور ہم سب خدامِ سیرت اور امت محمدیہ علی صاحبہا والصلاۃ والسلام کو برکات سیرت سے متمتع فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

سید عزیز الرحمن

نگران: ریجنل دعوۃ سینٹر، سندھ کراچی، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔ اسلام آباد

مدیر: ششماہی السیرہ عالمی

معتمد: دار العلم والتحقیق، برائے اعلیٰ تعلیم وٹیکنالوجی، کراچی

ربیع الاول ۱۴۳۹ھ۔ دسمبر ۲۰۱۷

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے عطایا اور ان کے دعوتی اثرات

دعوت، دعا، ید عوا، دعوۃ کے معنی بلانے اور پکارنے کے ہیں۔[1] قرآن پاک میں دعوت کا لفظ دعا اور پکارنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے، جیسے کہ سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ[2]

میں پکارنے والے کے پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ پکارتا ہے۔

عام طور پر دعوت سے مراد لوگوں کو ترغیب دلانا، خیر خواہی کی ہدایت کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا ہے، تاکہ سارے لوگ دنیا و آخرت میں فلاح پائے اور کامیاب ہو جائیں۔

دعوت کا مقدس فریضہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا اور ان ہی کے توسط سے اپنی مخلوق کو اپنا پیغام پہنچایا۔ انبیائے کرام کے بعد ان کے پیروکاروں کے ذمے یہ فریضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام جو اُن تک ان کے نبی کے ذریعے پہنچا ہے وہ اُسے آگے دوسرے لوگوں تک پہنچائے، تاکہ انہیں آخرت میں کامیابی نصیب ہو اور کوئی حجت باقی نہ رہے۔

سیرت النبی ﷺ کے مصنف انبیائے کرام علیہم السلام کی تبلیغ و دعوت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ رازی، محمد بن ابی بکر بن عبد القادر۔ المختار الصحاح۔ مترجم عبد الرزاق، دارالاشاعت، کراچی ۲۰۰۳ء :ص ۲۹۶، حرف دع

۲۔ البقرۃ:۱۸۶

Marfat.com

نبی کا سب سے پہلا اور اہم فرض تبلیغ اور دعوت ہے یعنی جو سچائی اُسے خدا سے ملی ہے اس کو دوسروں تک پہنچا دینا اور جو علم اُسے عطا ہوا ہے اس سے اوروں کو بہرہ ور کرنا، خدا کا جو پیغام اُس تک پہنچا ہے وہ لوگوں کو سنا دینا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جس صداقت سے آگاہ کیا ہے اس سے انسانوں کو باخبر کرنا، جومالی، جانی، زبانی، دماغی، روحانی اور اخلاقی طاقتیں اس کو بخشی گئی ہیں ان کو اس راہ میں صرف کرنا اور انسان کو سمجھانے، بجھانے اور راہِ راست پر لانے میں صداقت کی ہر تاثیر سے کام لینا۔ اس اعلان اور دعوت میں جو تکلیف بھی پیش آئے اس کو راحتِ جان جاننا، جو مصیبت در پیش ہو اس کو آرام سمجھنا جو کانٹے بھی اس وادی میں اس کو تلووں میں چبھیں ان کو رگِ گل سمجھنا، اس حق کی آواز کو دبانے کے لیے جو قوت بھی سر اُٹھائے اس کو کچل دینا اور مال و منال، اہل و عیال غرض جو چیز بھی اس سفر میں سنگِ راہ ہو کر سامنے آئے اس کو ہٹا دینا اور اس کی ان ساری کوشش و کاوش کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی، مخلوق کی خیر خواہی اور اپنے فرضِ رسالت کی ادائیگی کے سوا کچھ نہ ہونا۔ یہ سب انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا مفہوم ہے۔ (۳)

مصنف نے جامع الفاظ میں انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا مفہوم اور ذمے داری کو بیان کیا ہے اور دعوت کے تصوّر کو واضح کیا ہے۔

دنیا میں جتنے بھی پیغمبر آئے ہیں انہوں نے اپنے اوپر عائد اس ذمے داری اور فرض کو نہایت ایثار اور قربانی سے انجام دیا ہے، اور ایک لمحے بھی اپنے فرض سے کوتاہی نہیں برتی۔ آج دنیا میں انسانوں سے ہم دردی، محبت، نیکی کا تصوّر کا وجود اگر موجود ہے تو یہ سب تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت اور جدوجہد ہی کا نتیجہ ہے۔ (۴)

۳۔ نعمانی، شبلی۔ ندوی، سید سلیمان۔ سیرت النبی ﷺ۔ ادارۂ اسلامیات لاہور، پاکستان ۲۰۰۲ء: ج ۳، ص ۱۲۴

۴۔ ایضاً

Marfat.com

حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا مقصد اسی دعوت کی تجدید تھا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دعوت کا پیغام پہنچانے کے لیے حکمت و موعظۃ سے کام لینے کا حکم دیا اور نبی کریم ﷺ نے ان اصولوں کو ہی اپنی دعوت کا ذریعہ بنایا۔ اس سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ (۵)

اپنے پروردگار کے راستے کی طرف لوگوں کو دانائی اور عمدہ نصیحت کے ذریعے سے بلایئے اور اُن سے مناظرہ خوش آئند طریقے سے کیجیے۔

نبی کریم ﷺ نے اس مقدس فریضے کی ادائیگی کے لیے اپنی تمام توانائیاں، قوتیں، صلاحیتیں اور سارا وقت صرف کر دیا۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی دین کی طرف دعوت دینے اور انہیں راہِ حق پر لانے کے لیے آپ ﷺ کی تڑپ کس قدر شدید تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسی حوالے سے آپ ﷺ سے فرمایا:

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ (۶)

پس آپ ﷺ کو ان پر غم کھا کھا کر اپنی جان ہلاکت میں نہیں ڈالنی چاہیے یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے بہ خوبی آگاہ ہے۔

آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر نظر ڈالی جائے تو آپ ﷺ ہمہ وقت داعی کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ آپ کی قوم آپ ﷺ کی مخالف ہو گئی، طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں آپ ﷺ نے اس مقدس فریضے کو انجام دینے کے لیے برداشت کیں، لیکن اپنے مقصد پر ڈٹے رہے۔ آپ ﷺ حج کے مواقع پر مختلف مقامات سے آنے والے قبائل کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور انہیں توحید کے قیمتی سرمائے کی طرف دعوت دیتے، لیکن کوئی بھی آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک نہیں کہتا، سوائے چند ایک لوگوں کے۔ گیارہ سال تک رسول اللہ ﷺ ایسی زندگی

۵۔ النحل:۱۲۶

۶۔ فاطر:۸

Marfat.com

گزارتے رہے جس میں کوئی راحت اور چین نہیں تھا لیکن ان حالات میں بھی آپ ﷺ نے صبر عظیم کا مظاہرہ کیا اور آپ ﷺ کی دعوت وعزیمت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ (۷)

حتیٰ کہ آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینے تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ کی سرزمین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسلام کی دعوت کے لیے ہموار کر دیا اور اہلِ مدینہ کے دلوں میں اس دین کو قبول کرنے کے لیے نفسیاتی آمادگی پیدا کر دی۔ انہوں نے نہ صرف آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کر کے آپ ﷺ پر ایمان لائے بل کہ آپ ﷺ کو مدینے کی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے بھی تسلیم کیا۔ مدینہ منورہ میں رہنے والے یہود قبائل آپ ﷺ پر ایمان تو نہیں لائے، لیکن انہوں نے میثاقِ مدینہ کے تحت آپ ﷺ کو مدینے کے سربراہ کے طور پر قبول کر لیا تھا۔ (۸) اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مدینہ منوّرہ کو اسلام کا مرکز بنا دیا جہاں سے اسلام کی روشنی نے پھیل کر پوری دنیا کو منور کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ کے عظیم کردار اور تمام محاسنِ اخلاق جیسے آپ کی حسن معاملت، نرم خوئی، فیاضی وسخاوت، عفوودرگزر ان سب پر مجموعی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا ایک معجزہ تسخیر القلوب بھی تھا۔ آپ ﷺ کا بلند کردار اور پرکشش شخصیت کی معجزانہ کشش ہی تھی کہ لوگ جوق در جوق اسلام کے دائرے میں داخل ہوتے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے آس پاس کے قبائل سے بھی معاہدات وتعلقات استوار کیے اور ان کے وفود کا اکرام کیا۔ جس سے وہ آپ ﷺ کے اور اسلام کے قریب ہوئے اور پھر اسلام اُن کے دلوں میں راسخ ہو گیا۔

قرآن مجید رسول اکرم ﷺ کی شخصیت کو بیان کرتا ہے:

وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (۹)

اور اگر آپ ﷺ درشت خو ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے چل دیتے

۷۔ البوطی، محمد سعید رمضان۔ دروسِ سیرت (فقہ السیرۃ)، مترجم محمد رضی الاسلام ندوی۔ نشریات لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۱۹

۸۔ دروسِ سیرت: ص ۲۱۶

۹۔ آل عمران: ۱۵۹

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کا رویہ اپنے مخاطبین کے ساتھ مہربان استاد اور مشفق باپ کے جیسا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کی دعوت میں اپنائیت، محبت اور حوصلہ افزائی کا رنگ نمایاں ہوتا، اسی وجہ سے لوگ آپ ﷺ کی بات نہ صرف توجہ سے سنتے بل کہ آپ ﷺ کے گرویدہ بھی ہو جاتے۔ صحابہ کرامؓ کی آپ ﷺ سے محبت کے واقعات سے سیرت کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔

دعوت تبلیغ بھی حکمت عملی کے تحت کی جاتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عمدہ نصیحت، دانائی، خوش آئند طریقے سے لوگوں کو اپنی طرف بلایے۔ اللہ تعالیٰ نے حکمۃ والموعظۃ الحسنۃ سے دعوت کے اُصول متعین کر دیے۔ جس کے آگے ذیلی اُصول و نکات بنتے ہیں، جن کے تحت دعوت و تبلیغ کا فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا جا سکتا ہے۔

دعوت و تبلیغ کے بہت سے اُصولوں میں سے ایک اُصول کو تالیف القلوب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تالیف القلوب جس کے لفظی معنی دلوں کو ملانا، دل جوئی کرنا ہے۔[۱۰] یعنی اس سے مراد اس شخص کے ساتھ جس کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو، لطف و محبت، امداد و اعانت اور ہم دردی کرنا ہے۔ کیوں کہ انسان طبعاً شریفانہ جذبات کا ممنون ہوتا ہے یہ ممنوعیت عناد اور ضد کے خیالات کو دور کر کے قبولِ حق کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے۔[۱۱] اور ویسے بھی انسان کا دل اس کی قوتِ محرکہ ہے، اور اسی سے انسانی زندگی میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ جب دعوت دینے والی کی دعوت اس کے دل پر اثر کر گئی تو گویا داعی اسے راہِ حق پر گام زن کرنے میں کام یاب ہو گیا۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ مبارکہ ہے:

اَلَا وَاِنَّ فِی الجَسَدِ مُضغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ القَلْبُ[۱۲]

۱۰۔ فیروزالدین۔ فیروزاللغات، مادہ تالیف

۱۱۔ سیرت النبی ﷺ: ج ۳، ص ۲۱۸

۱۲۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ دار طوق النجاۃ، بیروت ۱۴۲۲ھ: ج ۱، ص ۲۱، ۲۰، کتاب الایمان، باب فضل من استبرا الدینہ، رقم ۵۲

Marfat.com

آگاہ رہو کہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ سنور جائے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو وہ تمام بدن خراب ہو جاتا ہے اور سنو وہ ٹکڑا دل ہے۔

اسی وجہ سے دلوں کو ملانے کے لیے اچھے طریقے سے نصیحت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ مخاطب کا دل اسلام کی دعوت کے پیغام سے متاثر ہو جائے۔ چناں چہ دعوتِ اسلام کی حصولِ کامیابی کے لیے نومسلموں کی تالیف القلب ضروری تھی تاکہ وہ اسلام کے وفادار بن جائیں۔ قرآن پاک میں بیت المال سے مولفۃ القلوب کا حصہ مقرر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے کہ سورۂ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ [۱۳]

حقیقت یہ ہے کہ صدقات تو دراصل فقرا و مساکین (اور ان کے لیے ہیں) جو مامور ہیں صدقات کے کام پر (عاملین) (اور ان کے لیے ہیں) جن کی تالیفِ قلبی مطلوب ہو۔

حضور اکرم ﷺ نومسلموں کی بہت دل جوئی فرمایا کرتے تھے، اور انہیں بڑے بڑے عطیات دیا کرتے تھے، چناں چہ آپ ﷺ نے اسلام کے کئی شدید ترین دشمنوں کو محض تالیف القلبی کے ذریعے حلقہ بہ گوش اسلام کر لیا، اور وہ ایسے اسلام میں داخل ہوئے کہ آپ ﷺ کے جان نثاروں میں شامل ہو گئے۔ جیسے کہ غزوۂ حنین سے ملنے والے مالِ غنیمت کو آپ ﷺ نے روسائے مکہ میں ان کی تالیف القلبی کی خاطر تقسیم کر دیا۔ صفوان بن اُمیہ جو اسلام کے اور آپ ﷺ کے شدید ترین دشمن تھے وہ خود کہتے ہیں:

وَاللّٰهِ لَقَدْ اَعْطَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَعْطَانِیْ، وَاِنَّهٗ وَلَاَبْغَضُ النَّاسِ اِلَیَّ فَمَا بَرِحَ يُعْطِيْنِیْ حَتّٰى اَنَّهٗ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ [۱۴]

۱۳۔ التوبہ: ۶۰

۱۴۔ امام مسلم، مسلم بن حجاج۔ صحیح مسلم۔ داراحیاء الکتب العربیۃ قاھرۃ: کتاب الفضائل، باب ما سُئل رسول اللہ ﷺ شیاقط: ج ۴، ص ۱۸۰۶، رقم ۵۹ (۲۳۱۳)

Marfat.com

خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے مجھے اتنا دیا جس کی کوئی حد نہیں ہے جب کہ مجھے ان سے سخت بغض تھا۔ آپ ﷺ مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ مجھے تمام انسانوں سے محبوب ہو گئے۔

ایک بدو نے آپ ﷺ کے پاس آکر کہا: ان دو پہاڑوں کے درمیان جتنے ریوڑ ہیں مجھ کو عنایت کر دیں تو آپ ﷺ نے وہ سب اُس کو عطا کر دیے۔ یہ فیاضی اور احسان دیکھ کر وہ ایسا متاثر ہوا کہ اس نے اپنے پورے قبیلے سے جا کر کہا:

یَاقَوْمِ أَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ یُعْطِی عَطَاءً لَا یَخْشَی الْفَاقَة (۱۵)

اے قوم! اسلام قبول کر لو محمد ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ ان کو اپنے فقر و افلاس کا ڈر ہی نہیں رہتا۔

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحابؓ کے ہم راہ کسی سفر میں تھے ان کے پاس پانی بالکل نہیں تھا جب پانی کی ضرورت نہانے اور پینے کے لیے درپیش آئی تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ایک اور صحابیؓ کے ہم راہ پانی کی تلاش کے لیے بھجوایا۔ راستے میں انہیں ایک عورت ملی جو اونٹ پر پانی کے دو مشکیزے بھرے ہوئے لے جا رہی تھی۔ آپ دونوں صحابہ کرامؓ اس عورت کو آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں لے آئے۔ آپ ﷺ نے برتن منگوائے اور مشکوں کے منہ کھول دیے اور تمام لشکر میں منادی کر دی گئی کہ خود بھی سیر ہو کر پئیں اور اپنے جانوروں کو بھی پلائیں۔ جس نے چاہا اُس میں سے پیا، یہاں تک کہ ایک صحابیؓ کو غسل کی حاجت تھی اسے بھی غسل کے لیے پانی دیا گیا کہ وہ غسل کر لے۔ وہ عورت کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔ جب پانی پیا جانا بند ہوا تو مشکیزوں میں پہلے سے بھی زیادہ پانی موجود تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے کچھ جمع کرو۔ لوگوں نے اس کے لیے عمدہ قسم کی کھجوریں (عجوہ) آٹا اور ستو اکٹھا کیا، یہاں تک کہ بہت سارا کھانا اس کے لیے جمع ہو گیا تو اسے لوگوں نے ایک کپڑے میں رکھا اور عورت کو اونٹ پر سوار کرا کے وہ کپڑے کی پوٹلی ساتھ رکھ

۱۵۔ ایضاً، حدیث نمبر ۵۷ (۲۳۱۲)

Marfat.com

دی۔ آپ ﷺ نے اُسے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے تمھارے پانی میں کوئی کمی نہیں کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب کر دیا ہے۔ وہ عورت گھر پہنچی تو لوگوں نے تاخیر کا سبب پوچھا۔ اُس نے سارا ماجرا سنایا اور آپ ﷺ کے متعلق کہا کہ وہ واقعی نبی ہیں۔ اس عورت کو اسلام اور نبی کریم ﷺ کے اثر نے اتنا متاثر کیا کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے قبیلے کے تمام لوگ حلقہ بہ گوش اسلام ہو گئے۔ (۱۶)

ان تمام واقعات میں ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اچھے رویے اور فیاضی اور عنایت سے لوگوں پر کتنا اثر پڑا کہ انہوں نے دل سے اسلام کی حقانیت کو قبول کر لیا۔ لہٰذا یہی زیر بحث باب کا موضوع ہے، جس میں ہم یہ جائزہ لیں گے کہ آپ ﷺ کے اِقطاع و عطایا جو آپ نے نو مسلموں کی دل جوئی اور وفود کے اکرام میں انہیں عنایت فرمائے، وہ سب رسول اکرم ﷺ کی دعوت کے فریضے میں کس قدر معاون ثابت ہوئیں۔

۱۶۔ بخاری: ج ۱، ص ۶۷، رقم ۳۴۴

Marfat.com

غزوہ حنین کے مالِ غنیمت اور موکفۃ القلوب

غزوہ حنین کے موکفۃ القلوب کا ذکر اس حوالے سے نہایت اہم ہے۔ یہ مکہ معظمہ کے اکثر رؤسا و اشراف تھے جنہوں نے حال ہی اسلام قبول کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان ہی نو مسلم صحابہ کی دل جوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے انہیں بے شمار عطایا سے نوازا، تاکہ وہ بھی اسلام کو مضبوط کرنے میں معاون ثابت ہوں اور وہ لوگ جہنم کا ایندھن بننے سے بچیں۔

اس فصل عنوان کے تحت ہم رسول اللہ ﷺ کے عطایا کی تفصیل اور اُن کے دعوتی اثرات کا جائزہ لیں گے جو آپ ﷺ نے تالیفِ قلبی کے لیے اُن نو مسلم حضرات کو عطا کیے تھے جنہیں قرآن مجید میں موکفۃ القلوب کا نام دیا گیا ہے۔

قبلہ ہوازن مضری عدنانی قبیلہ تھا۔ یہ قیس بن قیلان کا بہت اہم بطن سمجھا جاتا تھا۔ ان کا نسب یوں تھا۔ بنو ہوازن بن منصور بن عکرمۃ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ ہوازن تین بڑے قبائل جو بکر بن ہوازن کے تھے جمع رکھتا تھا جو یہ ہیں۔ بنو سعد بن بکر، بنو معاویہ بن بکر،، اور بنو منبہ بن بکر۔[۱۷] جزیرہ عرب میں بسنے والے قبائل میں قبیلہ ہوازن سب سے خطرناک قبیلہ تھا۔ ہوازن قبیلے کے بے شمار بازو تھے۔ ان میں سے اہم ترین ثقیف، کعب، کلاب، بنو ہلال، بنو عامر بن صعصعہ، بنو حبشم اور بنو نصر تھے۔ ہوازن قوتِ تعداد کے اعتبار سے نجد کے مشہور قبائل عظفان کے مشابہ تھے۔[۱۸] اسی لیے جزیرہ عرب میں سیادت کے دعوے دار تھے۔[۱۹]

۱۷۔ کحالہ، عمر رضا۔ معجم القبائل العرب: ج ۳، ص ۱۲۳۱، حرف الھاء، مادہ ہوازن بن منصور
۱۸۔ باشمیل، محمد احمد۔ غزوہ حنین۔ مترجم اختر فتح پوری۔ کراچی۔ نفیس اکیڈیمی ۱۹۸۴ء: ص ۵۱۔
۱۹۔ صدیقی، محمد یاسین مظہر۔ عہد نبوی ﷺ میں تنظیم ریاست و حکومت: ص ۱۵۰

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے مکہ معظمہ فتح کیا تو ہوازن اور ثقیف کے اشراف نے آپ ﷺ کے خلاف جنگ پر اتفاق کیا۔ ان سب کی قیادت مالک بن عوف النصری کر رہا تھا جو قبیلہ ہوازن سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ تیس سال کا نوجوان تھا۔[۲۰]

اس نے جنگی حکمت عملی کے تحت تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہم راہ اپنے مال، عورتوں اور بچوں کو بھی لائے، تاکہ ان کی وجہ سے میدان جنگ سے ان کے پاؤں نہ اکھڑ سکیں۔[۲۱]

جب نبی کریم ﷺ کو مکہ میں علم ہوا کہ یہ قبائل آپ ﷺ سے لڑنے کے لیے بنی نصر کے رئیس مالک بن عوف کی قیادت میں حنین تک بڑھ آئے ہیں تو آپ ﷺ خود ان سے مقابلہ کرنے کے لیے حنین کی طرف روانہ ہوئے۔[۲۲] آپ ﷺ کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار نفوس پر مشتمل تھی جس میں دو ہزار مکے کے نومسلم تھے جو طلقا (آزاد) کہلاتے تھے۔[۲۳]

صفوان بن اُمیہ جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ ان کے پاس بہت سا ہتھیار اور زرہیں تھیں، چناں چہ آپ ﷺ نے ان سے زرہیں مستعار لینا چاہیں۔ صفوان نے اس موقع پر آپ ﷺ سے پوچھا تھا کہ کیا آپ غاصبانہ طور پر ہتھیار لیں گے؟ آپ ﷺ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ نہیں عاریتاً لیں گے اور ان کی واپسی ہے کہ ذمے دار ہوں گے۔[۲۴] نبی کریم ﷺ اگر چاہتے تو فاتح مکہ کی حیثیت سے جبر و قوت سے ان سب سے اسلحہ اور سامان حاصل کرسکتے تھے، کیوں کہ قریش مکہ اس وقت آپ ﷺ کے سامنے مغلوب تھے لیکن آپ ﷺ نے جنگ کی تیاریوں میں ان سے اسلحہ تک مستعار لیا اور واپسی کی ذمے داری بھی لی۔ دنیا میں آپ ﷺ جیسے فاتح کی نظیر نہیں مل سکتی۔

۲۰۔ ابن سعد۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۲، ص ۱۳۹، ۱۳۸

۲۱۔ ابن ہشام۔ السیرۃ النبویۃ۔ دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۰ء: ج ۴، ص ۸۲۔ طبری، محمد بن جریر۔ تاریخ الرسل والملوک۔ دار المعارف، قاہرہ: ج ۳، ص ۷۱

۲۲۔ تاریخ الرسل والملوک: ج ۳، ص ۷۰

۲۳۔ سیرت ابن ہشام: ج ۴، ص ۸۴۔ طبری: ج ۳، ص ۷۳

۲۴۔ ایضاً

160840

Marfat.com

ہوازن کی فوج میں بنی جشم کا عمر رسیدہ شخص درید بن الصمہ بھی موجود تھا۔ اس کی عمر ۱۸۰ برس کے لگ بھگ تھی۔ عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اس میں اب لڑائی کی قابلیت نہیں رہی تھی مگر یہ نہایت تجربہ کار، جنگ آزمودہ اور اپنی قوم کا نام ور جنگ جو تھا اسے رائے اور مشورے کے لیے ساتھ لایا گیا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ عورتیں، بچے اور تمام اموال بھی فوج کے ساتھ لائے گئے ہیں تو اس نے مالک بن عوف کو مشورہ دیا کہ عورتوں اور بچوں کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیا جائے، کیوں کہ شکست ہونے کی صورت میں اُن کا ہونا اور مسلمانوں کے قبضے میں چلے جانا زیادہ ہزیمت کا باعث بنے گا۔ لیکن مالک بن عوف نے اس کا مشورہ ماننے سے انکار کر دیا۔[۲۵]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شاہ سوار نے جو دشمن کی خبریں لانے پر معمور تھا آکر بنی ہوازن کے تمام اموال و مویشی اور اُن کے عیال سے متعلق اطلاع دی کہ وہ یہ سب لے کر جنگ کے لیے آئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسّم فرمایا اور کہا کل یہ سب مسلمانوں کے لیے غنیمت ہوں گے۔[۲۶]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ حنین پہنچے تو دشمن قوم پہلے پہنچ چکی تھی اور انہوں نے مسلمانوں سے پہلے وادی پر قبضہ کر لیا تھا۔ وہ لوگ غاروں، تنگ گھاٹیوں اور تنگ راستوں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے اور حملہ کرنے کے لیے بالکل مستعد اور تیار ہو گئے تھے، تاکہ مسلمانوں پر اچانک پل پڑیں۔ مسلمانوں کو خیال بھی نہ تھا کہ وہ چاروں طرف سے دشمن فوج میں گھر گئے ہیں اور انہوں نے دیکھتے ہی اتحاد سے اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا۔ ادھر ہوازن اور ثقیف کے تیر اندازدستوں نے مسلمانوں کے گھوڑوں پر یک بارگی تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چند قریبی صحابہؓ ثابت قدم رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے پر واپس آ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ایسا زوردار حملہ دشمن پر کیا کہ جنگ کا سارا نقشہ ہی تبدیل ہو گیا اور مسلمانوں کی نظر آتی ہوئی شکست یکایک فتح میں تبدیل ہو گئی۔[۲۷]

۲۵۔ سیرت ابن ہشام: ج ۴، ص ۸۱ تا ۸۳۔ طبری: ج ۳، ص ۷۱، ۷۲

۲۶۔ غزوۂ حنین: ص ۱۲۸

۲۷۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۲، ص ۱۴۰، ۱۳۹۔ السیرۃ النبویۃ: ج ۴، ص ۸۹، ۸۸، ۸۶۔

Marfat.com

مالِ غنیمت

شکست کے بعد قبیلہ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف پہنچے ،اور اس کے اندر داخل ہوکر دروازوں کو بند کردیا۔ بروج و فصیلوں کو مضبوط کر کے جنگ کے لیے تیاری کرنے لگے۔[۲۸] مالک بن عوف بھی بھاگ کر ثقیف کے قلعے میں داخل ہوگیا۔[۲۹] نبی کریم ﷺ نے غزوۂ حنین کے بعد صحابہ کرامؓ کو قیدیوں اور مالِ غنیمت کو جمع کرنے کا حکم فرمایا اور جب سب مالِ غنیمت جمع ہوگیا تو اُسے جعرانہ کے مقام پر رکھ دیا۔[۳۰] نبی کریم ﷺ نے حنین کے بعد طائف کو فتح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے لشکر کو لے کر طائف پہنچے اور یہاں قلعہ بند لوگوں کا بیس دن تک محاصرہ کیا اور خوب جنگ کی اور بالآخر صحابہ کرامؓ سے مشاورت کے بعد آپ ﷺ نے محاصرہ ختم فرمایا اور واپس جعرانہ تشریف لے گئے۔[۳۱]

یہاں غنیمت کا بے شمار ذخیرہ موجود تھا۔ چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار سے زیادہ بھیڑ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس امید سے کہ شاید ہوازنی قبیلے کے لوگ رحم طلب کرتے ہوئے اپنے بچوں کی رہائی کا مطالبہ کرنے آئیں گے اور آپ ﷺ انہیں فوج میں تقسیم کرنے سے قبل آزاد کردیں گے۔[۳۲] لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے غنائم اور قیدیوں کی تقسیم کو دس دن تک مؤخر فرمایا[۳۳] لیکن اتنے دن گزرنے کے بعد بھی کوئی نہیں آیا تو آپ ﷺ کو مجبوراً مالِ غنیمت تقسیم کرنا پڑا۔[۳۴] مالِ غنیمت کے پانچ حصے کیے گئے۔ حسب قاعدہ چار حصے فوج میں اور خمس بیت المال اور غربا و مساکین کے لیے مختص کیا گیا۔

۲۸۔ السیرۃ النبویۃ: ج ۴، ص ۱۱۷

۲۹۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۲، ص ۱۴۱

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ السیرۃ النبویۃ: ج ۴، ص ۱۲۱، ۱۱۸۔ طبری: ج ۳، ص ۸۲

۳۲۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۲، ص ۱۴۱۔

۳۳۔ بخاری: ج ۵، ص ۱۵۳۔ ۱۵۴، رقم ۴۳۱۸، ۴۳۱۹

۳۴۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۲، ص ۱۴۱

Marfat.com

عام تقسیم کی رو سے فوج کے حصے میں جو کچھ آیا وہ فی کس چار اونٹ اور چالیس بکریاں تھیں۔ چوں کہ سواروں کو تگنا حصہ ملتا تھا اس لیے ہر سوار کے حصے میں بارہ اونٹ اور سو بکریاں آئیں۔[۳۵] جہاں تک چھ ہزار قیدیوں کا معاملہ تھا تو مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد ہوازن کا وفد آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، چوں کہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ جو آپ ﷺ کی رضائی والدہ تھی کا تعلق بنو ہوازن سے تھا، اس تعلق کی بنا پر ہوازن کے وفد نے آپ ﷺ سے اسرانِ جنگ کی رہائی کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خاندان عبدالمطلب کا جس قدر حصہ ہے وہ تمھارا ہے لیکن عام رہائی کے لیے تدبیر یہ ہے کہ نماز کے بعد تمام مجمع کے سامنے درخواست پیش کرو۔ جب ان لوگوں نے نماز ظہر کے بعد درخواست پیش کی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے صرف اپنے خاندان پر اختیار ہے لیکن میں تمام مسلمانوں سے ان کے لیے سفارش کرتا ہوں۔ مہاجرین اور انصار بول اُٹھے ہمارا حصہ بھی حاضر ہے اور اس طرح چھ ہزار قیدی دفعتاً آزاد ہو گئے۔[۳۶]

موکفۃ القلوب اور حضرت ﷺ کی فیاضی

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ کے رؤسا و اشراف کی دل جوئی اور تالیفِ قلبی کے لیے انہیں بے شمار عطایا سے نوازا تھا، تاکہ اسلام کی طرف ان کا میلان ہو اور رغبت بڑھے۔ اسی لیے غزوۂ حنین کے مالِ غنیمت کو آپ ﷺ نے تقسیم فرمانا شروع کیا تو عام تقسیم سے پہلے موکفۃ القلوب کو عطا فرمایا۔[۳۷]

ابو سفیانؓ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اسے غنائم میں سے عطیہ دیا جائے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے سامنے

۳۵۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۲، ص ۱۴۱۔ ابن قیم جوزی۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد۔ بیروت، موسسۃ الرسالۃ ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۸ء: ج ۳، ص ۴۱۵

۳۶۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۲، ص ۱۴۲، ۱۴۱

۳۷۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۲، ص ۱۴۱

Marfat.com

چاندی پڑی ہوئی تھی۔ اُس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ قریش سے زیادہ مال دار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ مسکرادیے۔ ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس مال سے مجھے بھی کچھ عطافرمایے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال! ابوسفیان کے لیے چالیس اوقیہ چاندی تولو اور اسے ایک سو اونٹ دے دو۔ ابوسفیان نے کہا میرے بیٹے یزید الخیر کو بھی عطافرمایے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ یزید کے لیے بھی چالیس اوقیہ چاندی تول دو اور اسے ایک سو اونٹ بھی دے دو۔ ابوسفیان نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے بیٹے معاویہ کو بھی عطافرمایے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے بلال! اس کے لیے بھی چالیس اوقیہ چاندی تول دو اور ایک سو اونٹ بھی اسے دے دو۔ ابوسفیانؓ نے کہا۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ کریم آدمی ہیں میں نے آپ سے جنگیں کی ہیں اور آپ ﷺ کیا ہی اچھے جنگ جو ہیں۔ پھر میں نے آپ سے صلح کی ہے اور آپ کیا ہی اچھے صلح کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جزائے خیر عطاکریں۔ واقدی کے مطابق آپ ﷺ نے بنی اسد کو بھی عطایا عنایت فرمائے۔ (۳۸) اس کے علاوہ آپ ﷺ نے حکیم بن حزام کو بھی تالیف قلب کے لیے سو اونٹ عنایت فرمائے۔ انہوں نے مزید سو اونٹوں کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے انہیں مزید سو اونٹ عطا کیے۔ (۳۹)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے اقرع بن حابس کو بھی سو اونٹ عطافرمائے اور عیینہ ابن حصین فزاری کو بھی سو اونٹ عطا کیے۔ عباس ابن مرداس کو آپ ﷺ کی یہ تقسیم گراں گزری۔ اس نے چند اشعار کہے جن میں عطایے قلیل ہونے کا بیان کیا۔ چناں چہ آپ ﷺ نے انہیں سو اونٹ عطا کر دیے۔ (۴۰)

صفوان بن امیہ سادات قریش میں سے تھے۔ یہ قریش کے مشہور سردار اُمیہ بن خلف کے بیٹے تھے جو غزوۂ بدر میں بہ حالت کفر قتل ہوا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ اور ان کے لشکر نے مکہ کو فتح کیا

۳۸۔ واقدی۔ کتاب المغازی۔ بیروت، عالم الکتب ۱۴۰۴ھ۔ ۱۹۸۴ء: ج ۳، ص ۹۴۵، ۹۴۴

۳۹۔ ایضاً: ص ۹۴۵، الطبقات الکبریٰ: ج ۲، ص ۱۴۱

۴۰۔ کتاب المغازی: ج ۳، ص ۹۴۷، ۹۴۶

Marfat.com

تو آپ ﷺ نے انہیں امان دی اور اُسے چار ماہ کی مدت دی کہ وہ اپنی مرضی سے اسلام قبول کریں اور صفوان بن امیہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلام لانے سے قبل نبی کریم ﷺ کے ساتھ حنین گئے۔ مشرک ہونے کے باوجود وہ آپ ﷺ کی فتح کا خواہش مند تھے۔ کیوں کہ جب اُسے کسی ایک منحرف قریشی نے مسلمانوں کی شکست کی خبر دی تو اس نے اُسے ڈانٹ دیا اور کہا مجھے قریش کے کسی آدمی کا محکوم ہونا، ہوازن کے کسی آدمی کے محکوم ہونے سے زیادہ پسند ہے۔ (۴۱) اس نے مسلمانوں کے خلاف کوئی قابل اعتراض کام نہیں کیا، بل کہ انہیں اسلحہ اور زریں مستعار بھی دی جن میں سے کچھ ضائع ہوئی تو اس کا تاوان لینے سے بھی اس نے منع کیا۔ (۴۲) اس لیے اسے اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی آپ ﷺ نے ۱۰۰ اونٹ عطا کیے۔ طبقات ابن سعد میں ۱۰۰ اونٹ کا ذکر ہے (۴۳) جب کہ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں ۳۰۰ اونٹ عطا فرمائے۔ (۴۴)

اسی سلسلے میں واقدی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ الجعرانہ میں غنائم سے متعلق چکر لگا رہے تھے اور صفوان بن اُمیہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ ایک درّے میں مسلمانوں کی اس غنیمت کے پاس سے گزرے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھی، جس میں بکریاں اور اونٹ تھے، اور ان کے بلبلانے سے شور پڑا ہوا تھا پس صفوان حیران ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابو وہب! کیا اس نے تجھے حیران کر دیا ہے۔ اس نے جواب دیا ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ درّہ اور اس میں جو کچھ ہے وہ تیرے لیے ہیں۔ تو صفوان بن امیہ نے کہا کہ اس بات سے نبی کے سوا کسی کا دل خوش نہیں ہوتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ مسلمان ہو گیا اور پھر بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ (۴۵)

۴۱۔ ابن اثیر، عزالدین۔ أسد الغابة فی معرفة الصحابة۔ بیروت، دار الکتب العلمیة ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۴ء: ج ۳، ص ۲۵، ۲۴، باب الصاد، مادہ صفوان بن اُمیہ

۴۲۔ حلبی، علی بن برہان الدین۔ سیرت حلبیہ (مترجم): ج ۵، ص ۳۲۴

۴۳۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۲، ص ۱۴۱۔

۴۴۔ صحیح مسلم: ج ۴، ص ۱۸۰۶، رقم ۵۹ (۲۳۱۳)

۴۵۔ کتاب المغازی: ج ۳، ص ۹۴۶

Marfat.com

صحیح مسلم کی روایت جس کا ذکر ہم نے کیا تھا اس میں صفوان بن امیہ کے یہ الفاظ بھی درج ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے جو دیا اور ہمیشہ مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔(۴۶) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں صرف ۱۰۰ اونٹ نہیں دیے ہوں گے بل کہ انہیں بے شمار عطایا سے نوازا ہوگا، اس لیے واقدی اور صحیح مسلم کی روایات قرین قیاس معلوم ہوتی ہیں۔ سیرت حلبیہ میں بھی حضرت صفوان بن امیہؓ کے عطایا کے ضمن میں مویشیوں سے بھری گھاٹی کا ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھاٹی میں جس قدر بھی بکریاں، اونٹ اور گائیں تھیں سب انہیں عطا کر دیں جس کے نتیجے میں وہ مسلمان ہو گئے۔(۴۷)

جعرانہ میں غنائم کی تقسیم اور بنو ہوازن کو ان کے قیدی واپس کرنے کے بعد آپ ﷺ نے ان کے وفد سے ان کے سالار اور بادشاہ مالک بن عوف نصری کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ بھاگ کر قلعہ طائف میں ثقیف کے ساتھ محصور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُسے اطلاع دے دو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر آئے تو اس کے اہل و اموال میں اُسے واپس کر دوں گا اور اسے ایک سو اونٹ بھی دوں گا۔ رسول اکرم ﷺ نے مالک بن عوف کے اہل اور اموال کو خاص تحفظ دینے کا حکم بھی دیا ہوا تھا اور اس کے اموال کی تقسیم سے منع فرمایا تھا۔ اسی حکم کی وجہ سے مالک بن عوف کے اہل اور اموال مکہ میں اُن کے پھوپھی امِ عبداللہ بنت ابی امیہ کے ہاں محفوظ ہو گئے۔ جب اس کی اطلاع مالک بن عوف کو ملی جو رسول اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمائی تھی اور اس کے اسلام میں داخل ہونے پر جو اسے عطایا کی پیش کش کی تھی، اور یہ کہ آپ ﷺ نے اس کے مال و عیال کی تقسیم نہیں فرمائی تو اس عزت افزائی پر اس کا دل اسلام کی طرف کشادہ ہو گیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں جا کر اپنے اسلام کا اعلان کرے گا لیکن اسے اندیشہ تھا کہ اگر بنو ثقیف کو یہ بات معلوم ہو جائے گی تو وہ اُسے آپ ﷺ کے پاس جانے سے روکے گا۔ اس لیے اس نے خفیہ طور پر طائف چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ پھر اس نے ایک

۴۶۔ صحیح مسلم: ج ۴، ص ۱۸۰۶، رقم ۲۳۱۳

۴۷۔ سیرت حلبیہ: ج ۵، ص ۹۷۰

Marfat.com

قابل اعتبار آدمی سے اونٹنی مہیا کرنے کا کہا کہ وہ اسے دھنا کے مقام پر اس کے لیے تیار رکھے اور رات کو وہ طائف سے خاموشی سے نکلا اور گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور وہاں سے اونٹ پر سوار ہوا اور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچ گیا۔ جب وہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے اہل واموال واپس کردیے اور پھر اسے سو اونٹ بھی عنایت فرمائے۔ اس موقع پر مالک بن عوف نے اسلام قبول کیا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ (۴۸)

نبی اکرم ﷺ کا حنین کی غنیمت میں حصہ

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے لیے مال غنیمت میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ مقرر فرمایا تھا اور اسے خرچ کرنے کا اختیار دیا تھا۔ سورۃ الانفال میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ آپ ﷺ نے غزوۂ حنین کے اموال میں اپنے حصے کو بھی تقسیم کردیا۔ اس کی تفصیل مصادر میں کچھ اس طرح سے بیان ہوئی ہے:

نبی کریم ﷺ ہوازن کے قیدیوں کو واپس کرنے سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے جنہوں نے جنگ میں شرکت کی تھی آپ ﷺ سے کہنا شروع کردیا کہ آپ ﷺ غنائم اور سامان تقسیم کرنے میں جلدی کریں یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کو مجبور کرکے ایک درخت تک لے آئے جس سے آپ ﷺ کی چادر اُلجھ گئی اور شانہ مبارک سے اُتر گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أدو علی ردائی أیها الناس

اے لوگوں! میری چادر دے دو اے لوگو! میر چادر واپس دے دو۔

پھر مزید فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تہامہ کے درختوں کی گنتی کے برابر بھی مال ہوتا تو میں انہیں بھی تم میں تقسیم کردیتا اور پھر تم مجھے بزدل، کذاب اور بخیل ہرگز نہ پاتے۔

۴۸۔ کتاب المغازی: ج ۳، ص ۹۵۴، ۹۵۵

Marfat.com

پھر رسول اکرم ﷺ نے اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہو کر اس کی کوہان سے کچھ اون پکڑی اور اسے اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان رکھا اور پھر اسے بلند کر کے کہا:

اے لوگو! میرے لیے تمھارے مالِ غنیمت اور ان کے بالوں میں سے سوائے خمس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ خمس بھی پھر تم ہی پر واپس ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کسی کے پاس جو ادنیٰ مال بھی مالِ غنیمت کا ہو سوئی اور دھاگہ تک بھی ہو اُسے ادا کر دے کیوں کہ خیانت خائن کے لیے قیامت کے روز عار اور نار اور شنار ہے (یعنی شرم، دوزخ کی آگ اور ذلت ہے)۔[۴۹]

آپ ﷺ کے فرمان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مالِ غنیمت میں جو آپ ﷺ کا حصہ تھا، وہ بھی آپ ﷺ نے ان بدوؤں میں تقسیم کر دیا اور اپنے لیے کچھ نہیں رکھا۔ ویسے خمس کا زیادہ تر استعمال آپ ﷺ اپنی ذات اور خاندان سے زیادہ دوسرے حاجت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے کرتے تھے۔

عطایا نبویہ ﷺ کی نوعیت اور حیثیت

نبی کریم ﷺ نے جو عطایا قریش کے رؤساء واشراف کو تالیف قلوبی کے لیے عطا فرمایا تو یہ سب کا سب خمس میں سے تھا۔ یہ خود نبی کریم ﷺ کا ذاتی حصہ تھا جس کو خرچ کرنے کا اختیار اور حصہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مقرر فرمایا تھا۔[۵۰]

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جنگ کے اُن غنائم کے بارے میں جنہیں اسلامی فوج دشمن کو شکست دے کر حاصل کرتی ہے، فیصلہ فرماتے ہیں کہ خمس کو غنائم سے الگ رکھا جائے، تاکہ وہ رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ اور تصرّف میں ہو تاکہ آپ ﷺ بہ حیثیت رسول اسلام کے مفاد کے مطابق اس میں تصرّف کرے۔ سورۃ الانفال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

۴۹۔ سیرت ابن ہشام: ج ۳، ص ۹۵۴۔۹۵۵

۵۰۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۴۲۴

Marfat.com

وَاعْلَمُوْا اِنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (۵۱)

اور جان رکھو کہ جو مالِ غنیمت تم کفار سے حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے اور اہل قرابت اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔

چناں چہ اسی حق وتصرّف کو استعمال کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے مالِ غنیمت جس میں چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار کے قریب بکریاں اور چاندی کی بہت بڑی مقدار تھی، اس کا پانچواں حصہ الگ کرلیا اور اس خمس کو اسلام کی دعوت کو پھیلانے اور اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اسے عرب کے زعما کے قلوب کو مائل کرنے کے لیے خرچ کیا، تاکہ ان کے ذریعے دین کو طاقت حاصل ہو اور اسلام ان کے دلوں میں اس طرح راسخ ہوجائے کہ ان کو دنیا کے ساتھ ساتھ اخروی کامیابی بھی حاصل ہو اور اسلام کی دعوت کا اصل مقصد بھی یہ ہی ہے۔

عطایا نبویہ ﷺ پانے والے افراد اور اُن کے قبائل

نام	اونٹوں کی تعداد	مقدارِ چاندی	قبیلہ
حضرت ابوسفیان بن حربؓ	۱۰۰	۴۰ اوقیہ	بنواُمیہ
حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ	۱۰۰	۴۰ اوقیہ	بنواُمیہ
حضرت یزید بن ابوسفیانؓ	۱۰۰	۴۰ اوقیہ	بنواُمیہ
حضرت حکیم بن حزامؓ	۳۰۰ (انہوں نے ۲۰۰ اونٹ واپس کردیے تھے)	-	بنواسد

۵۱۔ الانفال:۴۱

Marfat.com

حضرت احرث بن کلاۃؓ	۱۰۰	–	–
اعلا بن حارث	۵۰	–	–
مخزمہ بن نوفل زہری	۵۰	–	بنوزہرہ
حرث بن ہشامؓ	۱۰۰	–	بنی مخزوم
اسید بن حارث الزہری	۱۰۰	–	–
سعید بن یربوع	۵۰	–	بنی مخزوم
صفوان بن امیہؓ	(پورا ریوڑ) ۳۰۰	–	بنی جمح
عدی بن قیس سہمی	۵۰	–	بنی سہم
عُمیر بن وہب جمعی	۵۰	–	بنو جمح
سہیل بن عمرو	۱۰۰	–	بنوجمیع
حویطب بن عبدالعزیٰ	۱۰۰	–	بنی عامر بن لوئی
ہشام بن عمرو	۵۰	–	بنی عامر بن لوئی
اقرع بن حابس تمیمی	۱۰۰	–	بنو حنظلہ/بنو تمیم
عینیہ بن حصن الفزاری	۱۰۰	–	بنو فزارہ/قبیلہ عطفان
مالک بن عوف النصری	۱۰۰	–	بنونصر/قبیلہ ثقیف
عباس بن مرداس	۱۰۰	–	بنوسُلیم بن منصور
علاء بن جاوید ثقفی	۱۰۰	–	بنواسلم

ابن ہشام نے کچھ ایسے افراد کا ذکر بھی کیا ہے جن کے عطایا کی تفصیل میں صرف نام ذکر ہیں، جیسے بنی اُمیہ بن عبدالشمس سے طلیق بن سفیان بن اُمیہ، خالد بن اُسید بن ابی العیص، بنی عبدالدار بن قصی سے شیبہ بن عثمان، ابوالنابل بن بعلک اور عکرمہ بن ہاشم بنی مخزوم سے زبیر بن اُمیہ، حرث بن ہشام، خالد بن ہشام، سفیان بن عبدالاسد اور سائب بن ابی سائب بن عائد،

Marfat.com

بنو عدی بن کعب میں سے مطیع بن اسود اور ابو جہم حذیفہ بن غانم، بنو جمح بن عمرو سے اُصیحہ بن اُمیہ بنی بکر بن عبد منات سے نوفل بن معاویہ بن کلاب بن ربیعہ سے علقمہ بن علاقہ اور لبید بن ربیعہ، بنو عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوذہ اور حرملہ بن ہوذہ شامل ہیں۔ (۵۲)

۵۲۔ سیرت ابن ہشام: ج ۴، ص ۱۳۲، ۱۳۵

Marfat.com

عطایا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اور اس کے اثرات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نومسلم افراد کی تالیف القلوب اور دل جوئی کے لیے جتنا بھی اُن کو عطایا سے نوازا اس کی اتنی برکت تھی کہ اسلام ان کے دل میں راسخ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس انہیں دنیا جہاں سے محبوب ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مہربانی اور فضیلت کے بہ دولت نہ صرف وہ راسخ العقیدہ مسلمان ہوئے بل کہ بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے، سوائے عیینہ بن حصین فزاری کے جو موکفتہ القلوب میں سے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اپنی زندگی تک مالی مدد فرماتے رہے تھے۔ (۵۳) لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا، طلیحہ بن اسدی جو کہ مدعی نبوت تھا اس کے ساتھ مل گیا۔ اس کے اپنے الفاظ تھے:

ما أمنت بالله طرفة عين

میں تو اللہ پر ایک چشم زدن کے لیے بھی ایمان نہ لایا تھا۔

لیکن بعد میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں وہ دوبارہ اسلام لے آئے تھے۔ (۵۴)

طائف کے محاصرے کے وقت بھی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب دینے کی کوشش کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ قلعے کے اندر جا کر بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت لے کر جب اندر گیا تو الٹا انہیں اپنے قلعے میں ڈٹے رہنے کی ترغیب دے کر آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا سب راز منکشف کر دیا۔ جب یہ واپس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا اور اس کے جھوٹ بولنے پر اس کے الفاظ جو اس نے اندر بولے

۵۳۔ حمید اللہ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم رانی و جانشینی۔ مترجم خالد پرویز۔ لاہور بیکن بکس ۲۰۰۶ء: ص ۱۲۶۔

۵۴۔ أسد الغابة في معرفة الصحابة: ج ۴، ص ۳۱۸، باب العین والیاء، مادہ عیینہ بن حصین فزاری

Marfat.com

تھے، وہ دہرا دیے تو یہ شرمندہ ہو گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے سچ کہا میں اپنی اس حرکت پر آپ ﷺ سے توبہ کرتا ہوں۔[۵۵] آپ ﷺ نے اس سے درگزر فرمایا، بل کہ اور بھی مواقع ایسے آئے جس پر آپ ﷺ اس سے درگزر فرماتے رہے۔ یہ بدتہذیب اعراب میں سے تھا اور اس کی دل جوئی اور تالیف قلبی کا مقصد اسلام کی طرف اس کے راغب ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے شر سے اسلام کو محفوظ کرنا بھی تھا۔ جب یہ مرتد ہو کر طلیحہ اسدی کا تابع ہوا اور شکست کے بعد قیدیوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا، جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ یہ تائب ہو کر اسلام لایا جس پر ابوبکرؓ نے اسے رہا کر دیا۔[۵۶]

جیسا کہ ہم نے شروع ہی میں بیان کیا ہے کہ ان خطیر انعامات و عطایا نے سردارانِ قریش اور ان کے متبعین کے دل جیت لیے۔ ان کے اسلام میں استقامت اور ایمان میں استحکام پیدا ہوا۔ آگے چل کر انہوں نے اسلام کی راہ میں اپنی جان و مال سے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان میں عیینہ بن حصین ہی ایسا تھا جو آخر تک کم زور رہا۔ اس کے سوا باقی سب بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ ان کے دل و دماغ پر اسلام کے اثرات سے کس حد تک تبدیلی آئی ہم چند مثالوں سے بیان کرتے ہیں:

حضرت حکیم بن حزامؓ جنہیں نبی کریم ﷺ نے مولفۃ القلوب ٹھہرایا اور انہیں ۱۰۰ اونٹ عطا کیے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے ۲۰۰ اونٹ اور مانگ لیے اور آپ ﷺ نے انہیں وہ بھی عطا کر دیے۔ ان عطایا کے ساتھ آپ ﷺ نے انہیں ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:

یا حکیم بن حزام، إنّ هذا المال خضرةٌ حلوةٌ۔ فمن أخذه بسخاوةِ نفس بورك له فيه۔ ومن أخذه بإشرافِ نفس لم يبارَك له فيه، وكان كالذي يأكل ولا يشبع واليد العليا خيرٌ من السفلى، وابدأ بمن تعول![۵۷]

۵۵۔ سیرت حلبی: ج۵، ص۳۶۱

۵۶۔ اُسد الغابۃ: ج۴، ص۳۱۸، ۳۱۹، باب العین والیاء، مادہ عیینہ بن حصین فزاری

۵۷۔ کتاب المغازی: ج۳، ص۹۴۵۔

Marfat.com

اے حکیم بن حزام! یہ مال بہ ظاہر اچھا اور شیریں ہے، جو شخص اسے دلی سخاوت سے لیتا ہے اس کے لیے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو شخص دلی حرص سے لیتا ہے اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہوتی ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اوپر کا ہاتھ نچلے سے بہتر ہوتا ہے اور تو جس کی پرورش کرتا ہے اس سے آغاز کر۔

نبی کریم ﷺ کے الفاظ کا حکیم بن حزام پر اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے دیے گئے سو اونٹوں کے عطیے کو رد کر کے مانگے ہوئے دو سو اونٹ واپس کر دیے اور آپ ﷺ سے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ آپ کے علاوہ اور آپ ﷺ کے بعد میں کبھی کسی شخص کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاؤں گا یہاں تک کہ اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ (۵۸)

چناں چہ آں حضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے کئی مرتبہ حکیم ابن حزامؓ کو کچھ نہ کچھ دینے کی کوشش کی مگر انہوں نے ایک حبہ بھی لینے سے انکار کر دیا۔ (۵۹) جب حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی حضرت حکیم ابن حزامؓ کو عطیہ دینے کی پیش کش کی مگر انہوں نے لینے سے بالکل انکار کر دیا اس پر حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ مسلمانوں کے سامنے فرمایا:

یا ایها الناس، إنی أشهد کم علی حکیم أنی أدعوه إلی عطائه فیأبی أن یأخذه (۶۰)

۵۸۔ سیرت حلبیہ: ج ۵، ص ۳۱۸

۵۹۔ ایضاً

۶۰۔ کتاب المغازی: ج ۳، ص ۹۴۵

Marfat.com

اے لوگو! میں تمہیں حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں انہیں ان کے عطیے کی طرف بلاتا ہوں اور وہ انکار کرتے ہیں۔

اس واقعے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی فیاضی اور محبت بھری نصیحت کا کس قدر اثر حضرت حکیم ابن حزامؓ پر پڑا کہ ان کے دل کی دنیا ہی بدل گئی، اور دنیا کی مال و دولت ہی انہیں بے نیاز کر دیا۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پہلے سو اونٹوں کے سوا مزید کچھ نہیں لیا۔ (۶۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کی تالیف قلبی کی گئی ان کی ذہنی سطح کس قدر بلند ہو گئی اور وقت گزرنے کے ساتھ اسلام کی حقانیت ان کے دل میں اتر گئی۔ حضرت انس بن مالکؓ کی صحیح مسلم میں روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ لوگ دنیاوی مال و دولت کی خاطر اسلام قبول کر لیا کرتے تھے مگر جب اسلام قبول کر لیتے تھے تو پھر انہیں اسلام کی دولت دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہو جاتی تھی۔ (۶۲)

یہ اسلام ہی کی برکت ہے جنہوں نے ان کی زندگیوں میں اتنی تبدیلیاں پیدا کیں کہ جو کچھ عرصے پہلے اسلام کے دشمن تھے اسلام کے شیدائی ہو گئے، اور جن کو آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے سخت ترین بغض تھا اب آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے اس قدر ان کو محبت ہو گئی تھی کہ اب انہیں آپ ﷺ کی ذاتِ برکات دنیا و مافیہا میں سب سے زیادہ عزیز اور محبوب بن گئی تھی۔ جیسا کہ صفوان بن امیہؓ کہتے تھے:

واللّٰہ! لَقَدْ أعطَانِی رسول اللہ ﷺ مَا أعطَانِی، وإنَّهُ لاَبْغَضُ النّاس إلیَ فمابرح حتی إنه لأحبُّ النّاس (۶۳)

قسم اللہ کی! رسول اکرم ﷺ نے جس وقت مجھے سب سے پہلے انعام سے نوازا آپ ﷺ میری نظر میں دنیا کی مبغوض ترین ہستی تھے لیکن جب آپ ﷺ مجھے

۶۱۔ کتاب المغازی: ج ۴، ص ۹۴۵
۶۲۔ صحیح مسلم: ج ۴، ص ۱۸۰۶، رقم ۲۳۱۲
۶۳۔ مسلم: رقم ۲۳۱۳

Marfat.com

اپنے انعامات سے مسلسل نوازتے رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی محبوب ترین شخصیت ہو گئے۔

جن لوگوں کی تالیف قلبی کی گئی ان میں ایک نام ابو سفیانؓ بھی ہے۔ جن کے بارے میں ما قبل میں بیان ہو چکا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور اُن کے دونوں بیٹوں کو خطیر تعداد میں عطایا عنایت فرمائے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی سے بہت متاثر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا:

> یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ کریم آدمی ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگیں کی ہیں اور آپؐ کیا ہی اچھے جنگ جو ہیں پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی ہے اور آپ کیا ہی اچھے صلح کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جزائے خیر دے۔ (۶۴)

حضرت ابو سفیانؓ مولفۃ القلوب میں سے تھے لیکن آگے جا کر انہوں نے اسلام کی بہت خدمت کی۔ طائف کے محاصرے کے موقع پر دشمن تیر اندازی کر رہے تھے تو ابو سفیان بن حربؓ بھی زخمی ہوئے ایک تیر ان کی آنکھ میں لگا یہ سیدھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری یہ آنکھ اللہ کے راستے میں جاتی رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں دعا کروں گا اور تمھاری یہ آنکھ واپس اپنی جگہ پر ٹھیک ہو جائے گی اور اگر نہ چاہو تو تمہیں جنت میسّر آئے گی تو ابو سفیانؓ نے جواب دیا مجھے جنت ہی عزیز ہے۔ (۶۵) ان کی یہ بات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اسلام ان کے دل میں جگہ بنا چکا تھا اور ان کا اللہ اور آخرت پر ایمان پختہ قائم ہو چکا تھا۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف قلبی سے بھی یہ بہت ممنون اور خوش ہوئے اور اسلام کے پھیلانے میں مددگار ثابت ہوئے۔ جنگِ یرموک کے موقع پر ان کی دوسری آنکھ بھی ضائع ہو گئی۔ (۶۶) اس جنگ میں کمان ان کے بیٹے یزید کے ہاتھ

۶۴۔ کتاب المغازی: ج۴، ص ۹۴۵

۶۵۔ سیرت حلبیہ: ج۵، ص ۳۵۴

۶۶۔ اسد الغابہ: ج۶ حرف السین، مادہ ابو سفیان صخر، ص ۱۴۴

Marfat.com

میں تھی۔ وہ اس جنگ میں مصروفِ پے کار تھے اور زور زور سے کہہ رہے تھے یا نصر اللہ اقترب اے اللہ کی مدد ہمارے قریب آ۔(۶۷) سواروں کے بڑے بڑے جتھوں کے سامنے کھڑے ہوکر انہیں اکساتے اور کہتے رہے:

> اللہ اللہ ، انکم ذادۃ العرب و انصار الاسلام، وإنّھم زادۃ الروم و انصار المشرکین، اللّھمّ، ھذایوم من أیامك، اللّھمّ انزل نصرك علی عبادك(۶۸)
>
> اللہ اللہ تم عرب ہو اور اسلام کے مددگار ہو اور تمھارے دشمن رومی ہیں اور کفر کے مددگار ہیں۔ اے اللہ آج کا دن تیرے دنوں میں سے ہے اے اللہ تو اپنے بندوں پر اپنی فتح نازل فرما۔

یہ الفاظ اُس شخص کے ہیں جو اسلام اور نبی کریم ﷺ کا سخت ترین دشمن تھا۔ جس نے آپ ﷺ کے خلاف جنگیں لڑیں اور اب اس کی دل کی دنیا اس حد تک تبدیل ہوگئی تھی کہ اب وہ اس کا دشمن تھا جو اللہ کا دشمن تھا اور وہ اس دشمن سے برسرپیکار تھا اور اب اس کی لڑائی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نام اور اس کے دین کی سربلندی کے لیے تھی۔

یہ اسلام کی برکت اور نبی کریم ﷺ کی بے انتہا کوششوں اور اپنی اُمت کے لیے بے انتہا شفقت اور ہمہ وقت اُن کے لیے دعوت کا پیغام پہنچانے کی لگن کا نتیجہ تھا کہ کل کے اسلام کے دشمن آج اُس کا نام سربلند کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں جیسے ابوسفیانؓ نے اللہ کی راہ میں اپنی آنکھیں قربان کیں۔

مکہ معظمہ کے رؤسا کو تالیف قلوب کے تحت عطایا دینے سے متعلق نعیم صدیقی اپنی کتاب ''محسنِ انسانیت'' میں تحریر کرتے ہیں:

> قران نے تالیفِ قلب کی جو حد رکھی ہے اس کے تحت حضور اکرم ﷺ نے مکہ کے باشندوں اور ان کے لیڈروں کو دل کھول کر بہت سامال دیا۔ جس کا مقصود یہ

۶۷۔ ایضاً: ۱۴۴، ۱۴۵

۶۸۔ ایضاً: ۱۴۴

Marfat.com

تھا کہ ان کے زخموں پر مرہم رکھا جا سکے۔ ان سے زیادہ حرماں نصیب اس وقت آسمان تلے کون ہوگا۔ جن کی قیادتوں کے تخت الٹ گئے تھے اور جن کے لیے تاریخ کی ساری فضا ہی نے رنگ بدل لیا تھا۔ ان کے احساسات کا عالم کیا ہوگا جب وہ آپ ﷺ کے قرابت دار ہوتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑے تھے اور انصار اور مہاجرین حضور اکرم ﷺ کے دست بازو بنے ہوئے تھے۔ قانونِ الٰہی کی عدالت نے بیس برس کے لمبے مقدمے کا فیصلہ سنایا اور اس مقدمے میں اپنا بہت کچھ لگا کر قریش یک سر ہار گئے تھے۔ ان سے بڑھ کر دکھی اس دن اور کون ہوگا ان کے زخموں پر اگر احسان کا مرہم نہ رکھا جاتا تو ان کی ٹیسیں بار بار دبی انتقامی جذبات پیدا کرتے رہتے اور وہ بادلِ ناخواستہ مطیع رہ کر اسلامی ریاست کے مقاصد کو اندر ہی اندر سے غارت کرنے کا موجب ہوتے۔ کیسا عجب سماں ہوگا کہ ابوسفیان، حکیم ابن حزام، نضر بن حارث، صفوان بن امیہ، اقرع بن حابس اور ان کے جیسے دوسرے اکابر اسی شخص سے آج عطیات حاصل کر رہے تھے جسے انہوں نے برسوں سے گالیاں دی تھیں، جھوٹا کہا تھا، آپ کو مذاق اور طنز کا نشانہ بنایا تھا، بدنی اذیتیں دی تھیں۔ قتل کرنا چاہا تھا، گھر سے بے گھر کیا تھا اور جس کے خلاف تلوار اٹھا کر اسے امن وچین سے ایک لمحہ بسر کرنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ انسان نوازی کی ایسی کتنی مثالیں تاریخ میں بے پایاں دفتروں میں ملتی ہیں؟[۶۹]

ہم کہیں گے ایسی مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی کہ جن لوگوں نے اپنا ہونے کے باوجود ساتھ نہ دیا اور گھر اور شہر تک چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہوں ان ہی لوگوں کے شہر کو فتح کرنے کے بعد ان ہی کے گھروں کو پناہ گاہ مقرر کر دیا ہو، اور جب غنیمت کے مال و دولت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بے انتہا نوازا ہو تو اس میں سے ان سب کو عطایا نہایت فیاضی سے عطا کیے ہوں کہ یہ سب آپ ﷺ اور اسلام سے راضی ہوگئے۔ ایسی کوئی مثال دنیا کی کسی فرماں روا، کسی سپہ سالار کے ہاں نہیں ملتی نہ اس کا شائبہ بھی ہمیں نظر آتا ہے۔

۶۹۔ صدیقی۔ نعیم۔ محسن انسانیت: ص ۴۵۳، ۴۵۴

Marfat.com

اب ہم اس سالارِ مشرکین کا ذکر کریں گے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی اور بہترین سلوک کے سبب سالارِ مسلمین بن گیا۔ یعنی غزوہ حنین میں دشمن کی کمان سنبھالنے والے مالک بن عوف کا۔ جب آپ مسلمان ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس قدر عزت افزائی فرمائی کہ اسے اس کی قوم کے مسلمانوں اور طائف کے اردگرد ہوازن اور فہم کے قبائل کے مسلمانوں پر امیر مقرر کر دیا اور مسلمانوں کا حاکم اور فوجی سالار بنا دیا۔ وہ ان کے ساتھ اللہ کی راہ میں مشرکین سے جہاد کرتا تھا۔ طائف کے قریبی علاقوں میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا وہ اس کے پاس جمع ہوتے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کا جھنڈا عطا فرمایا۔ اس طرح مالک بن عوفؓ نے مشرکین کے خلاف مسلمانوں کی ایک فوج تیار کر لی جس سے وہ ان پر حملے کرتا تھا۔ خاص کر اپنی قوم ثقیف پر حملے کرتا تھا جو حنین میں شکست کھانے کے بعد ہوازن کے باقی ماندہ اقوام میں سے اسلام دشمنی رکھنے والی سب سے بڑی قوت تھی۔ ثقیف کے جو مویشی چرنے کے لیے نکلتے تھے انہیں یہ لوٹ لیتا تھا اور اس نے جو کچھ لوٹا اور پکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا خمس بھیجا۔ ایک دفعہ ایک سو اونٹ اور ایک دفعہ ایک ہزار بکریاں اور اس نے اہل طائف کے مویشیوں پر بھی غارت گری کی اور ایک صبح کو ایک ہزار بکریاں ہانک کر لایا تھا۔[۷۰]

یہ اسلام ہی ہے جو انسان کے قلب کی ماہیت کو تبدیل کر دیتا ہے اور جب یہ انسان کے دل کو مَس کرتا ہے تو اس میں رچ بس جاتا ہے اور اس کے اندر موجود تمام شر کے عوامل کو زائل کر کے بھلائی کے عناصر کی آب یاری کرتا ہے۔ حضرت مالک بن عوفؓ جب دشمن تھا تو پرلے درجے کا دشمن اور مخالف تھا، جیسا کہ ہم نے گزشتہ مباحث میں دیکھا کہ وہ کس طرح اسلام کے نام کو مٹانے اور اسے تباہ کرنے ہوازن کے بیس ہزار جاں بازوں کو لے کر آیا تھا بلکہ اس کی فوج کے قدم نہ اکھڑے اس خیال کے تحت ان کو اہل عیال واموال کے ساتھ اپنی قوم کو جنگ کرنے لایا تھا۔ لیکن آج وہی مالک بن عوف ہے جسے اسلام نے ایک اور قسم کا انسان بنا دیا ہے اور اسلام نے ان کی طبیعت کی اصلاح کی اور وہ ایسی شمشیر براں بن گیا جسے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے خلاف سونتا ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ مخلص ہو کر ان پر غارت گری کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس

۷۰۔ کتاب المغازی: ج ۳، ص ۹۵۵

Marfat.com

نے ان کو اور خصوصًا اپنی قوم ثقیف کو نشانہ بنا کر ذلیل کر دیا اور حنین میں جو مسلمانوں کے قلق واضطراب کا سرچشمہ تھا وہ اب اپنے پڑوس اور اس کے نواح میں پائے جانے والے مشرکین کے لیے پریشانی اور اضطراب کا باعث بن گیا۔ ان کا جہاد اُن عظیم عوامل میں سے تھا جنہوں نے اقتدار اسلام کے لیے راستے کو ہموار کیا۔

حضرت مالک بن عوفؓ نے نبی کریم ﷺ کی تعریف میں چند اشعار کہے جو واقدی نے بیان کیے جن میں انہوں نے آپ ﷺ کی بہت سی خوبیوں کے ساتھ آپ کی فیاضی کا بھی ذکر ہے جو کچھ یوں ہے:

ما إن رأيت ولا سمعت بمثله
في الناس كلهم بمثل محمد
أوفى وأعطى للجزيل اذا اجتدى
و حتى تشاء يخبرك عما في غد[۷۱]

میں نے تمام لوگوں میں محمد ﷺ کی مانند کوئی دیکھا ہے اور نہ سنا ہے وہ بڑے وفادار ہیں اور جب وہ بڑے آدمی کو عطیہ دیتے ہیں تو خوب دیتے ہیں اور جب تو چاہے تو وہ تجھے کل کو ہونے والی بات کی بھی خبر دیں گے۔

حضرت مالک بن عوفؓ کے ان اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اشراف ورؤسا کو یا اُن افراد کو جو اپنے قبیلے کے سردار تھے ان کی عزت افزائی کے لیے انہیں عطایا دیتے اور ان کا اکرام کرتے۔ اس سے اُن پر کتنے مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں، اور اسلام کے خلاف ان کا بغض وعناد یک سر ختم ہو کر اس کی محبت ان کے دل میں راسخ ہوگئی ہے۔ اس لیے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انسانوں اور علاقوں کو نہیں بل کہ دلوں کو مسخر اور فتح کر لیا تھا جس سے اُن کی زندگیاں ہی بدل گئی۔

۷۱۔ کتاب المغازی: ج ۳، ص ۹۵۵۔

Marfat.com

قریش کے عطایا پر انصار کو ملال اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خطاب

جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اہل مکہ اور اعراب کے قبائل کے زعماء کو غنائم سے بہت عطیات دیے تو انصار ناراض ہوئے، کیوں کہ حنین کے غنائم میں سے انصار کو جو ان کا حصہ ملا تھا وہ ان کے پیادہ سپاہیوں کا تھا جو چار اونٹ تھے اور جن حضرات کو سو سو اونٹ عطیہ ہوئے تھے اُن کو اسلام کی مدد کرنے میں کوئی سبقت حاصل نہیں تھی۔[۷۲]

حضرت سعد بن عبادۃؓ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی قوم کی حالت سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو آگاہ کیا اور بتایا کہ انصار کا قبیلہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق اپنے دل میں کچھ (غلط) باتیں رکھتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس غنیمت کا بڑا حصہ اپنی ہی قوم میں تقسیم کیا اور آپ نے قبائل عرب کو بڑے بڑے عطایا مرحمت فرمائے ہیں لیکن انصار کے اس قبیلے کو کچھ نہیں ملا۔[۷۳] اس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سعدؓ سے پوچھا: "فأین أنت من ذلك یا سعد" اے سعد! تم اس بات کے ہوتے ہوئے کہاں ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! ما أنا إلا کأحدهم اے اللہ کے رسول! میں اپنی قوم ہی میں ہوں۔[۷۴] آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا۔ اپنی قوم کو یہاں بلا کر لاؤ۔ جب تمام انصار جمع ہو گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے پاس تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا:

> یا معشر الانصار، مقالة بلغتنی عنکم، وجدتموها فی انفسکم ألم آتکم ضلالا فهداکم الله بی، وعالة فأغناکم الله، وأعداء فألف الله بین قلوبکم بی؟ قالوا بلی الله ورسوله أمن وأفضل! قال: أما والله لو شئتم قلتم لصدقتم:
>
> اے انصار کی جماعت! مجھے تمھاری ایک بات پہنچی ہے کہ تمھارے قلوب میں وہ چیز کھٹکتی ہے کیا تم گم راہ نہ تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت دی

۷۲۔ غزوہ حنین: ص ۲۸۲

۷۳۔ سیرت ابن ہشام: ج۴، ص ۱۳۸

۷۴۔ کتاب المغازی: ج۴، ص ۹۵۷

Marfat.com

اور کیا تم مفلس نہیں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں مال دار؟ کیا تم آپس میں دشمن نہیں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے (میری وجہ سے) تمھارے دلوں میں محبت بھر دی۔

انہوں نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول کا بڑا فضل ہے اور احسان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم کچھ کہنا چاہتے ہو تو ٹھیک کہو۔ تو انصار کہنے لگے:

كنت مكذَبا فصدقناك، جئتنا مخذولاً فنصرناك وطريدا فآويناك، وعائلاً فآسيناك! وجدتم في أنفسكم يامعشر الأنصار في شيئ من الدنيا فألغت به قومًا يسلموا، ووكلتكم إلى إسلامكمَ أفلاترضون يامعشر الانصار أن يذهب الناس بالشاء والبعير وترجعوا الرسول الله إلى رحالكم ؟ والذى نفس محمد بيده: لولا الهجرة لكنت امرأمن الانصار۔ ولوسلك الناس شِعبًا وسلكت الانصار شعبًا لسلكت شِعبَ الانصار (۷۵)

اللہ کی قسم اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو اور تم سچ کہو گے اور میں تمھاری تصدیق کروں گا کہ اے محمد ﷺ تو ہمارے پاس آیا جب (قریش نے) تیری تکذیب کی تھی اور ہم نے تیری تصدیق کی۔ تو کم زور تھا ہم نے تجھے پناہ دی، تو مفلس آیا تھا ہم نے تیری مواخات کی۔ کیا تمھارے دلوں میں دنیا کی محبت ہے؟ میں نے اس مالِ غنیمت سے ایک قوم کا دل رکھا ہے تاکہ وہ اسلام میں پختہ ہو جائے اور تمہیں تمھارے اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔ اے انصار کی جماعت! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم اپنے ساتھ اللہ کے رسول کو لے جاؤ؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جو کچھ تم لے کر جا رہے ہو، وہ اس سے بہتر ہے کہ جسے وہ لے کر جا رہے ہیں۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں ایک آدمی ہوتا۔ اور اگر لوگ ایک علاقہ اور وادی میں چلیں اور انصار دوسرے علاقہ اور وادی میں چلے تو میں انصار کے علاقے اور ان کی وادی میں چلوں گا۔

۷۵۔ کتاب المغازی: ج۳، ص ۹۵۷

Marfat.com

انصار یہ سن کر رو پڑے حتیٰ کہ ان کی داڑھیاں تر ہوگئی اور کہنے لگے کہ ہم رسول ﷺ کی تقسیم پر راضی ہوگئے۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے اور لوگ بھی منتشر ہوگئے۔ (۷۶)

۷۶۔ السیرۃ النبویۃ: ج۴، ص۱۳۸

Marfat.com

بارگاہِ نبوت ﷺ میں آنے والے وفود کا اکرام اور عطایا کی نوازش

نبی کریم ﷺ نے جب مکہ معظمہ فتح کر لیا اور غزوۂ حنین کے بعد قبیلہ ثقیف نے بھی اسلام قبول کر لیا اور آپ ﷺ سے بیعت کر لی تو ہر سمت سے عربوں کے وفود آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے لگے اور گروہ در گروہ دینِ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اسی لیے ۹ ہجری کو عام الوفود یعنی وفود کا سال کہا جاتا ہے۔(۷۷)

بارگاہِ نبوت ﷺ میں آنے والے یہ وفود بھی اسلام کی دعوت و تبلیغ کا انتہائی مؤثر ذریعہ ثابت ہوئے۔ یہ وفود اپنے اپنے قبیلے کے رؤسا و سرداروں پر مشتمل ہوتے۔ آپ ﷺ ان وفود کا بہت اکرام فرماتے۔ ان کی مہمان نوازی کی جاتی اور دین سے متعلق اہم مسائل و امور ان کو سکھائے جاتے اور پھر یہی لوگ جا کر اپنے اپنے قبیلے میں دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دیتے۔

جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے آپ ﷺ ان وفودِ عرب کا بہت اکرام کرتے تھے اور جب یہ جانے لگتے تو ان کی عزت افزائی کے لیے انہیں انعامات اور عطایا سے بھی نوازا جاتا تھا، جس سے اُن کے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف ممنونیت کے مزید جذبات پیدا ہو جاتے تھے۔ ان میں سے بعض قبائل اس مقصد سے آتے تھے کہ فاتح کے ساتھ معاہدہ کر لیں لیکن آپ ﷺ کے اخلاص اور حکمت سے وہ بھی اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے(۷۸) اور

۷۷۔ ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل۔ البدایۃ النھایۃ: ج ۷، ص ۲۳۲

۷۸۔ سیرت نبوی ﷺ: ج ۱، ص ۳۹۴

Marfat.com

آپ ﷺ کی دعوت سے متعلق ساری کوششیں اور حکمتِ عملی کامیاب رہی اور اس کے انتہائی حوصلہ افزا نتائج حاصل ہوئے۔

عرب کے مخصوص قبائلی اور معاشرتی ماحول میں تمام قبائل اپنے اپنے سرداروں کی مکمل اطاعت کرتے تھے اور جو اُن کا مذہب و دین ہوتا تھا وہ اُسی کو اختیار کرتے تھے۔ چناں چہ ان نومسلم سرداروں نے اسلام کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا اور ان ہی سرداروں و رؤسا کی بہ دولت کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ بسا اوقات تو ایسا بھی ہوا کہ فرد واحد کی دعوت پر پورے کے پورے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت سعد بن معاذ، حضرت ابو ثعلبہ، حضرت زیاد بن حارث، حضرت ضمام بن ثعلبہ اور حضرت ضماد ازدی رضوان اللہ علیہم اجمعین، ان کے علاوہ اور بھی کئی نام ہیں جن کی دعوت پر ان کے پورے قبیلے نے اسلام قبول کیا۔[۷۹]

چوں کہ ہمارا موضوع آپ ﷺ کے اِقطاع و عطایا اور اُن کے دعوتی اثرات سے متعلق ہے، اس لیے ہم یہاں اُسی پہلو کو مدِ نظر رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے والے اُن وفود کا ذکر کریں گے جن کا ذکر مصادر میں آیا ہے کہ انہیں آپ ﷺ کی طرف سے خاص عطایا حاصل ہوئے جن میں سے بعض حضرات کو آپ ﷺ نے اسلام کا جھنڈا بھی عنایت فرمایا اور انہیں آپ ﷺ کی طرف سے ان کی قوم پر امیر مقرر کیا گیا۔ لہٰذا اسے بھی ہم عطیے کے ضمن میں ذکر کریں گے جو کسی عہدے کی صورت میں آپ ﷺ نے اُن رؤسا کی عزت افزائی کے لیے انہیں عطا کیا ہو۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔ وفد بنی ارحب

نبی کریم ﷺ ابھی مکہ معظمہ میں تھے (یعنی یہ واقعہ آپ ﷺ کی مدینے ہجرت سے قبل کا ہے) بنی ارحب جو کہ قبیلہ ہمدان کی ایک شاخ ہے[۸۰] کا ایک شخص قیس بن مالک ارحبی

۷۹۔ ورک، محمد اکرم۔ مدنی عہد نبوت میں تعلیم و تبلیغ کا نظام۔ مشمولہ ماہنامہ الشریعہ: مئی/جون ۲۰۰۳ء، ص ۱۳۔۱۸

۸۰۔ اسد الغابہ: ج ۴، ص ۴۲۱، باب القاف والیاء، مادہ قیس بن مالک الارحبی

Marfat.com

آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ پر ایمان لاؤں اور آپ کی مدد کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرحبا، اے گروہِ ہمدان، کیا تم لوگ وہ اختیار کرو گے جو مجھ میں ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں! جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تم اپنی قوم کے پاس جاؤ اگر انہوں نے بھی یہ ہی کہا تو واپس آنا میں تمھارے ساتھ چلوں گا۔ قیس اپنی قوم کی جانب روانہ ہوئے اور ان کی قوم ان کی دعوت پر اسلام لے آئی۔ حضرت قیس بن مالکؓ ان لوگوں کی قبول اسلام کی خبر لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہوئے اور جب آپ ﷺ کو اپنے قبیلے کے مسلمان ہونے کی اطلاع دی تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے، اور فرمایا: قیس کیسے اچھے قوم کے قاصد ہیں۔ اور فرمایا: تم نے وفا کی اللہ تمھارے ساتھ وفا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک ان کی پیشانی پر پھیرا اور انہیں ان کی قوم کا امیر مقرر فرمایا، لیکن آپ ﷺ ان کے ساتھ تشریف نہیں لے گئے۔ آپ ﷺ نے حضرت قیسؓ کو تین سو فرق کشمش، جوار نصف فرق اور گیہوں ایک سو فرق عطا فرمایا۔(۸۱)

اُسد الغابہ میں ایک تحریر کا ذکر ہے جو آپ ﷺ نے حضرت قیس بن مالکؓ کو بھیجی تھی، اس تحریر کے متن میں عطایا کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریر آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد بھیجی ہو گی جب آپ ﷺ کو مختلف غزوات میں فتوحات نصیب ہوئی تھی۔

۲۔ وفد اشجع

قبیلہ اشجع ۵ ہجری کو یعنی جس سال خندق کی جنگ لڑی گئی سو آدمیوں کا وفد لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ وفد کے سربراہ مسعود بن رُخیلہ تھے۔ یہ لوگ شعب سلع کے محلے میں اترے۔ نبی کریم ﷺ کو جب ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو خود

۸۱۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۹۳

Marfat.com

تشریف لے گئے ان کی تواضع فرمائی اور ان کے لیے کھجوروں کا حکم دیا[۸۲] جو کہ بوریوں میں ڈال کر دی گئیں۔[۸۳] ان لوگوں نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ ہم لوگ معاہدے کی غرض سے آئے ہیں کیوں کہ ہم لوگ آپ ﷺ کی قوم کی جنگوں سے تنگ آ گئے ہیں۔[۸۴]

نبی کریم ﷺ نے خندہ پیشانی سے فرمایا۔ تم جو کہتے ہو ہمیں وہ منظور ہے۔ چناں چہ امن کا ایک معاہدہ تحریر کیا جس کو فریقین نے منظور کیا۔ اس دوران میں تمام وفد آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ سے اس درجے متاثر ہو چکے تھے کہ معاہدے کی تحریر کے فوراً بعد بول اُٹھے: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور آپ کا دین برحق ہے۔ چناں چہ سب اسلام کی دولت سے مالامال ہو کر گھروں کو لوٹ گئے۔[۸۵]

۳۔ وفد بنی سُلیم

غزوۂ اُحزاب کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بنی سُلیم کا ایک آدمی آیا جسے قیس بن نسیبہ کہا جاتا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کا کلام سنا، چند باتیں دریافت کیں۔ آپ ﷺ کے دیے گئے جوابات کو انہوں نے حفظ کر لیا اور پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی، جنہیں چند لوگوں نے قبول کیا۔ جب فتح مکہ کا سال ہوا تو بنی سُلیم کا ایک وفد جو کہ سات سو آدمیوں پر مشتمل تھا (یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار آدمیوں پر مشتمل تھا) حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ ان کے رؤسا میں عباس بن مرداس، انس بن عیاض بن رعل، راشد بن عبدربہ بھی تھے۔ ان سب لوگوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگوں کو اپنے مقدمۃ الجیش میں کر لیجیے، یعنی فوجی دستے میں مقدم رکھیے۔ ہمارا جھنڈا سرخ رکھیے اور ہمارا شعار "مقدم" مقرر فرمایے۔ آپ ﷺ نے اُن کے ساتھ یہ ہی کیا۔ یہ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ

۸۲۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۹۳

۸۳۔ وفودِ عرب بارگاہِ نبوی ﷺ میں: ص ۶۷

۸۴۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۶۵

۸۵۔ وفودِ عرب بارگاہ نبوی ﷺ: ص ۶۷

Marfat.com

فتح مکہ وحنین وطائف میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے راشد بن عبدربہ کو رباط کا مقام اقطاع فرمایا جس میں ایک چشمہ تھا جس کا نام "عین الرسول" تھا(۸۶) حضرت عباس بن مرداسؓ جو اس وفد میں شامل تھے مولفۃ القلوب میں سے تھے، جنہیں غزوۂ حنین کے خمس میں سے سو اونٹ عطا ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ انہیں نبی کریم ﷺ نے "مذمور" نامی جگہ اقطاع فرمائی جس کا ذکر گزشتہ باب میں ہم کر چکے ہیں۔

۴۔ وفد بنی ثعلبہ

۸ ہجری میں غزوۂ حنین کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد جب رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے واپس تشریف لائے تو بنو ثعلبہ کے چار آدمی بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ " ہم اپنی قوم کے نمائندے ہیں ہم اور ہماری قوم نے اسلام قبول کر لیا ہے "۔ آپ ﷺ نے ان کی ضیافت کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے چند دن مدینے میں قیام کیا پھر جب وہ لوگ رخصت ہونے لگے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کو عطیہ دو جس طرح دوسرے وفود کو دیے جاتے ہیں۔ چناں چہ حضرت بلالؓ نے ان میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی دی اور یہ لوگ اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے۔(۸۷)

۵۔ وفد بنی مہرہ

فتح مکہ کے بعد قبیلہ مہرہ کا ایک وفد بن الابیض کی سربراہی میں مدینہ منورہ آیا اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ آں حضرت ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا تو سب اراکینِ وفد مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو عطیات سے نوازا۔ اس کے علاوہ وفد کے سربراہ کو ایک فرمان تحریر کروا کر دیا جو اسلامی احکامات پر عمل کرنے، اور ان لوگوں کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی امان میں آنے سے متعلق تھا۔ اس وفد کے علاوہ قبیلہ مہرہ کے ایک اور

۸۶۔ الطبقات الکبریٰ، ج ا، ص ۲۶۵

۸۷۔ ایضاً

Marfat.com

صاحب زہیر بن قرضم بھی بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بہت عزت افزائی اور اکرام و مدارت کی کیوں کہ وہ بہت دور سے آپ ﷺ کے پاس آئے تھے۔(۸۸)

مدینہ منورہ سے بنو مہرہ کا وطن ستر دن کی مسافت پر تھا۔ حضرت زہیرؓ اسلام سے بہرہ ور ہو کر اپنے وطن واپس جانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں سواری عنایت فرمائی اور ان کے حق میں ایک فرمان لکھوا کر انہیں دیا۔(۸۹)

۶۔ وفد عبد القیس

قبیلہ عبد القیس بحرین کا رہنے والا تھا یہ سلیم الفطرت لوگ تھے اور فتح مکہ سے پہلے دعوت اسلام پر لبیک کہہ چکے تھے۔(۹۰) قبیلہ بنی عبد القیس کا بیس افراد پر مشتمل وفد جس کے رئیس عبد اللہ بن عوف الاشج تھے، آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔(۹۱) جس شب کو ان لوگوں نے آنا تھا اس کی صبح کو آپ ﷺ نے ان سے متعلق فرمایا:

> ابھی ایک جماعت ایسی آرہی ہے جن کو اسلام پر مجبور نہیں کیا گیا (بل کہ اپنی مرضی سے اسلام لائے ہیں) جنہوں نے اونٹوں کو چلاتے چلاتے تھکا کر دبلا کر دیا ہے۔ اے اللہ! عبد القیس کی مغفرت فرما جو میرے پاس مال مانگنے نہیں آئے جو اہل مشرق میں سب سے بہتر ہیں۔(۹۲)

رسول اللہ ﷺ نے ان کا بہت اکرام کیا اور ان لوگوں کو رملہ بنت حارث کے مکان میں ٹھہرایا۔ ان کی دس دن مہمان داری فرمائی۔ آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا:

اپنے بھائیوں کی خاطر تواضع کرو یہ اسلام لانے میں تمہارے مشابہ ہیں۔ یہ لوگ

۸۸۔ الطبقاب الکبریٰ، ج ا، ص ۲۰۶

۸۹۔ وفودِ عرب بارگاہِ نبوی ﷺ میں: ص ۱۰۷

۹۰۔ ایضاً: ص ۲۰۰

۹۱۔ الطبقات الکبریٰ، ج ا، ص ۲۷۱

۹۲۔ ایضاً: ص ۲۷۲

Marfat.com

بغیر کسی جبر اور دباؤ کے خوشی خوشی ایمان لائے ہیں جب کہ دوسرے لوگوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا، یہاں تک کہ میدانِ جنگ میں مارے گئے۔ (۹۳)

دوسرے دن صبح نبی اکرم ﷺ نے اہل وفد سے پوچھا۔ تمھارے انصاری بھائیوں نے تمھاری ضیافت اور خاطر تواضع کیسی کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا!

یہ بہترین بھائی ہیں انہوں نے ہمارے لیے آرام دہ بستر مہیا کیے، بہترین کھانا کھلایا اور رات کو اور صبح کو ہمیں قرآن اور آپ ﷺ کی سنت کی تعلیم دیتے رہے۔ (۹۴)

آپ ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

جب یہ لوگ رخصت ہونے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے بھی عطایا کا حکم فرمایا اور ان کے رئیس حضرت عبداللہ اشجؓ کو سب سے زیادہ دینے کا حکم دیا۔ انہیں ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی۔ (۹۵)

۷۔ وفد بنی عقیل

فتح مکہ کے بعد بنو عقیل کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ یہ تین افراد پر مشتمل وفد تھا جن کے نام مطرف بن عبداللہ، انس بن قیس اور ربیع بن معاویہ تھے۔ ان تینوں حضرات نے دعوتِ اسلام کو قبول کیا اور آپ ﷺ سے بیعت کی۔ انہوں نے اپنے قبیلے کے ان لوگوں سے بھی بیعت کی جو پیچھے رہ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں عقیق بن عقیل کا مقام اِقطاع فرمایا جس میں چشمے اور کھجور کے درخت تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے اس اِقطاع کی دستاویز سرخ چمڑے پر تحریر کروائی۔ یہ دستاویز حضرت مطرف بن عبداللہؓ کے پاس تھی۔ (۹۶)

۹۳۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۷۱

۹۴۔ ایضاً

۹۵۔ ایضاً

۹۶۔ ایضاً: ص ۲۶۰، ۲۶۱

Marfat.com

۸۔ وفد تغلب

فتح مکہ کے بعد بنو تغلب کا ایک وفد بارگاہِ نبوتؐ میں حاضر ہوا۔ یہ سولہ افراد پر مشتمل وفد تھا جس میں کچھ اصحاب پہلے ہی سے اسلام قبول کر چکے تھے اور کچھ نصاریٰ بھی تھے، نصاریٰ نے اپنے سینوں پر طلائی صلیبیں سجا رکھی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اس وفد کو رملہ بنت حارث کے گھر ٹھہرایا۔ وفد کے مسلمان اراکین نے تو حضور اکرم ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا اور دین کے احکام سیکھے، لیکن نصاریٰ اپنے دین پر قائم رہے اور صرف صلح کی خواہش ظاہر کی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اپنی اولاد کو نصرانیت کے رنگ میں نہیں رنگیں گے۔ یہ وفد رخصت ہونے لگا تو رحمتِ دوعالم ﷺ نے مسلمان اراکینِ وفد کو عطیات سے نوازا۔(۹۷)

۹۔ وفد ہمدان

رسول اکرم ﷺ ۹ ہجری کو جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنو ہمدان کا ایک وفد آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں بنو ہمدان کے بہت سے عمائد شامل تھے۔ ان میں ابو ثور مالک بن نمط، عمیرہ بن مالک الخارفی، قمام بن مالک السلمانی اور مالک بن ایضع قابل ذکر ہیں۔ آں حضرت ﷺ نے حضرت مالک بن نمط کو بنو ہمدان کا امیر مقرر فرمایا اور ایک تحریری فرمان کے ذریعے بنو ہمدان کو وہ جاگیریں عطا کیں جو انہوں نے مانگیں تھیں۔(۹۸) حضرت مالک بن نمطؓ نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں فصیح و بلیغ اشعار پڑھے جن میں سے چند یہ ہیں:

ذکرت رسول اللہ فی فحمة الدجی
ونحن باعلی رحرحان وصلصل

۹۷۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۷۳

۹۸۔ اسد الغابہ: ج ۵، ص ۴۶، باب المیم والالف، مادہ مالک بن نمط

Marfat.com

میں نے کفر کے گھٹا توپ اندھیرے میں رسول اکرم ﷺ کو اس وقت یاد کیا جب رحرحان (پہاڑ) کی اور اس کی چٹانوں کی چوٹی پر تھے۔

وھن بنا خوص طلائح تفتلی
بر کباتھا فی الاحب متمدد

ہماری اونٹنیاں ہمیں نشیب پر لا رہی تھیں اور تھک گئیں تھیں یہ اونٹنیاں اپنے سواروں کو لیے صاف اور کشادہ راہوں کی طرف بڑھتی جا رہی تھیں۔

بان رسول اللہ ﷺ فینا مصدق
رسول اتی من عندی ذالعرش مھتدی

ہمیں بتایا گیا کہ رسول کریم ﷺ جو ہم میں موجود ہیں وہ صادق ہیں اور آپ ﷺ ہی وہ رسول ہیں جو راہِ راست کھانے والے خدا کے نمائندے ہیں۔

لما حملت من نافۃ فوق رحلھا
اشد علی اعدائہ من محمد ﷺ

آج تک کسی اونٹنی کے کجاوے سے، کسی شخص نے اپنے دشمنوں پر محمد ﷺ سے سخت تر حملہ نہیں کیا۔

واعطی اذا ما طالب العرف جاءہ
و امضی بعد المشرقی فی المھند

جب بھی کوئی مالی امداد مانگنے والا آپ ﷺ کی خدمت میں آتا ہے تو آپ ﷺ اسے بے حساب عطا کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی قوت فیصلہ ہندی مشرقی تلوار سے بھی تیز ہے۔(۹۹)

۱۰۔ وفد بنی طے

بنو طے یمن کا نہایت نامور قبیلہ تھا۔ اس قبیلے کے سردار اور رؤسا زید الخیل (جن کا اصل نام زید بن مہلہل تھا) اور عدی بن حاتم طائی تھے۔ جن کی حکومت کی حدود ایک دوسرے سے

۹۹۔ ایضاً: ص ۴۷

Marfat.com

جدا تھیں۔ یہ دونوں الگ الگ موقعوں پر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ زید الخیل زمانۂ جاہلیت کے مشہور شاعر تھے۔ وجاہت اور بہادری میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کا نام زید الخیل کی وجہ شہرت ان کی بہترین شاہ سواری تھی۔ (۱۰۰) ابن اثیر کے مطابق ان کا شمار مولفۃ القلوب میں ہوتا تھا۔ ۹ ہجری میں یہ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد طے میں آئے تھے اور نبی کریم ﷺ نے ان کا نام زید الخیل سے تبدیل کر کے زید الخیر رکھ دیا۔ (۱۰۱)

آپ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں نو دنوں تک تھک ہار کر سفر کرتا رہا اور پیاسا رہا، تاکہ آپ ﷺ کے پاس آکر دو باتیں دریافت کر سکوں۔ پہلی بات یہ کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اس کی کیا علامت ہے؟ اور جس کو نہیں چاہتا اس کی کیا نشانی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمھارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ میرا خیال ہے کہ میں خیر اور اہل خیر کو اور جو عملِ خیر کرتا ہے اس کو دوست رکھتا ہوں، اگر میں کوئی عمل خیر کرتا ہوں تو اس کے ثواب کا امیدوار رہتا ہوں اور اگر کوئی بھلائی کی بات مجھ سے رہ جاتی ہے تو اس پر غم گین ہوتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ہی علامت ہے اس شخص کی جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور جس کو نہیں چاہتا ہے اور اللہ تم کو نامرادوں میں کرتا تو تم کو اس کے واسطے مستعد کر دیتا پھر نہ پرواہ کرتا کہ کس وادی میں تم ہلاک ہو گئے۔ (۱۰۲)

جب یہ وفد رخصت ہونے لگا تو نبی کریم ﷺ نے وفد کے عام اراکین کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور حضرت زید الخیرؓ کو بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ اس کے ساتھ ہی حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید الخیرؓ کو مقام منید اور دو زمینوں کی جاگیر بھی عنایت فرمائی۔ (۱۰۳)

۱۰۰۔ وفود عرب بارگاہ نبوی ﷺ: ص ۱۴۶

۱۰۱۔ اسد الغابہ: ج ۲، ص ۳۷۶، باب الزای والھاء، مادہ زید بن مھلھل

۱۰۲۔ ایضاً

۱۰۳۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۷۸

Marfat.com

۱۱۔ وفد دارین

نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو داریوں کا ایک وفد شام سے مدینہ منورہ آیا۔ یہ وفد دس آدمیوں پر مشتمل تھا۔ یہ لوگ مذہباً نصرانی تھے۔ ان میں مشہور صحابی حضرت تمیم بن اوس داریؓ اور ان کے بھائی حضرت نعیم بن اوس داریؓ بھی شامل تھے۔ اہل وفد نے آپ ﷺ کی خدمت میں شراب کی مشک، چند گھوڑے اور ایک ریشمی قبا جس میں سونے کے پتر لگے ہوئے تھے بہ طور ہدیہ پیش کیے۔ آپ ﷺ نے شراب کے سوا گھوڑے اور قبا قبول فرمایا اور یہ قبا پھر حضرت عباسؓ کو عطا فرمائی۔ یہ لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ ملک شام کو آپ ﷺ کے زیر نگیں کر دے تو "بیت عینون" اور اس کے نواحی علاقے ہمیں عطا فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے یہ درخواست قبول فرمائی اور ان علاقوں کے اِقطاع سے متعلق وثیقہ ان کے لیے تحریر کروا کر انہیں دیا۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان لوگوں کو یہ گاؤں دے دیے۔ دارین کا یہ وفد رسول اللہ ﷺ کی وفات تک مقیم رہا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کے لیے ایک سو وسق (پیمانۂ غلہ) بھی وصیت فرمائی۔ (۱۰۴)

۱۲۔ وفد جعدہ

رُقاد بن عمر بن ربیعہ بن جعدہ بہ طور وفد اپنی قوم کی نمائندگی کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے "فلج" کا علاقہ انہیں اِقطاع فرمایا اور اس سے متعلق فرمان تحریر فرما دیا۔ (۱۰۵)

۱۳۔ وفد بنی مرّہ

۹ ہجری کو جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے تو

۱۰۴۔ ایضاً: ص ۲۹۶

۱۰۵۔ ایضاً: ص ۲۶۲

Marfat.com

بنو مرّہ کا ایک تیرہ رکنی وفد آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وفد کے سربراہ حضرت حارث بن عوفؓ تھے۔ ان لوگوں نے بھی قبول اسلام اور آپ ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ جب یہ وفد مدینہ سے رخصت ہونے لگا تو حضور اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت بلالؓ نے وفد کے سربراہ حضرت حارث بن عوفؓ کو بارہ اوقیہ چاندی اور وفد کے دوسرے اراکین کو دس دس اوقیہ چاندی عطا کیں۔ (۱۰۶)

۱۴۔ وفد بنی البکاء

۹ ہجری کو بنو البکاء کا ایک وفد بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ یہ چار آدمیوں پر مشتمل وفد تھا۔ جن میں معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء تھے جو اس وقت سو برس کے تھے۔ اُن کے ہم راہ اُن کے بیٹے بشیر بن معاویہ بھی تھے۔ ان کے علاوہ جو دوسرے دو اصحاب تھے اُن کے نام فجیع بن عبداللہ بن جندح بن البکاء اور عبد عمرو البکائی جو کہ بہرے بھی تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان لوگوں کے ٹھہرانے اور مہمان رکھنے کا حکم دیا۔ معاویہ اور بشیر کو چند بکریاں عنایت فرمائی۔ عبد و عمرو بکائی کا نام تبدیل کر کے آپ ﷺ نے عبدالرحمن رکھا اور " ذی القصّہ" میں پانی کے چشمے کی ملکیت کے حقوق عطا کیے۔

ان اصحاب نے چند دن مدینہ منورہ میں قیام کیا اور آں حضرت ﷺ کی مہمان داری سے متمتّع ہوئے۔ جب وہ رخصت ہونے لگے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں مزید عطایا سے نوازا۔ (۱۰۷)

۱۵۔ وفد جعفی

اس قبیلے کے ایک مرد ابو سبرہ جن کا نام یزید بن مالک تھا اپنے دو بیٹوں سبرہ و عزیز کے ساتھ آں حضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ ﷺ

۱۰۶۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۵۷، ۲۵۸

۱۰۷۔ ایضاً: ص ۲۶۳

Marfat.com

نے ان کے بیٹے کا نام عزیز سے تبدیل کر کے عبدالرحمن رکھ دیا۔ ابو سبرۃؓ نے آں حضرت ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں ان کی قوم کی وادی یمن بہ طور جاگیر عطا کر دیں، چناں چہ آپ ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول فرمایا اور انہیں یہ وادی جس کا نام "حردان" تھا، اقطاع فرمادی۔ (۱۰۸)

۱۶۔ وفد بنی تجیب

بنی تجیب کا وفد جو ۱۳ افراد پر مشتمل تھا، ۹ ہجری کو حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے اور اپنے قبیلے کی زکاۃ لے کر آئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسے واپس لے جاؤ اور اپنے قبیلے کے فقرا میں بانٹ دو۔ انہوں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ ! حاجت مندوں کو دے کر جو کچھ بچ رہا ہے وہی ہم لائے ہیں"۔ حضور اکرم ﷺ ان کے جذبۂ اخلاص پر بہت خوش ہوئے اور ان کا اکرام کیا۔ ان لوگوں نے دین کے بارے میں حضور ﷺ سے چند سوالات پوچھے۔ آپ ﷺ نے ان کے جوابات لکھوا دیے۔ (۱۰۹) یہ لوگ کچھ دن حضور اکرم ﷺ کے مہمان رہے۔ جب وہ رخصت ہونے لگے تو حضور اکرم ﷺ نے ہر ایک کو فرداً فرداً عطایا عنایت فرمایا۔ آپ ﷺ معمولاً وفد کو جتنا عطا فرماتے تھے ان لوگوں کو اس سے زائد عطایا عنایت فرمائے۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ کوئی رہ تو نہیں گیا؟ جس پر انہوں نے عرض کیا کہ ایک نوجوان لڑکا رہ گیا ہے، اسے باہر ہم نے اپنے اموال کی نگرانی کے لیے چھوڑ آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اُسے جب عطا کرنے کی غرض سے بلا بھیجا تو اس لڑکے نے آپ ﷺ سے اپنے دل کو غنی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی درخواست کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

جب حجۃ الوداع میں اس قبیلے کے سولہ آدمی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اس نوجوان کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ!

۱۰۸۔ ایضاً: ص ۲۸۲، ۲۸۱

۱۰۹۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۵۶۸

Marfat.com

اس کے استغنا کا یہ حال ہے کہ سارے جہان کی دولت اس کے قدموں پر ڈھیر کر دی جائے تو وہ آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ سے آرزو کرتا ہوں کہ ہم سب کا خاتمہ اسی حالت پر ہو۔ (۱۱۰)

۱۷۔ وفد بنی عذرہ

بارہ آدمیوں پر مشتمل وفد صفر ۹ ہجری کو آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ جن میں حمزہ بن النعمان العذری و سلیم و سعد فرزندانِ مالک و مالک بن ابی ریاح بھی تھے۔ یہ لوگ رملہ بنت حارث النجاریہ کے مکان میں ٹھہرے۔ آپ ﷺ نے ان کی بھی تواضع کی انہوں نے اُمور دین سے متعلق چند باتیں نبی کریم ﷺ سے دریافت کیں۔ آپ ﷺ نے انہیں جوابات دیے اور وہ سب مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ ﷺ نے اُسی طرح انہیں عطایا سے نوازا جیسا کہ آپ ﷺ وفود کو نوازا کرتے تھے۔ اُن میں سے ایک کو عزت افزائی کے لیے آپؐ نے چادر بھی اُڑھائی۔ (۱۱۱)

بنی عذرہ ہی سے تعلق رکھنے والے ایک اور صاحب زمل بن عمرو العذری بہ طور وفد آپ ﷺ کے پاس آئے۔ یہ بھی مشرب بہ اسلام ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے قوم کی سرداری کا جھنڈا باندھ دیا۔ جنگ صفین میں یہ معاویہؓ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ ان ہی کے ساتھ مرج میں تھے کہ شہید کر دیے گئے۔ (۱۱۲)

۱۸۔ وفد بلی

یہ وفد ۹ ہجری کو ربیع الاوّل کے مہینے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہیں رُویفع بن ثابت بلوی نے اپنے ہاں ٹھہرایا۔ وہ ہی ان لوگوں کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت

۱۱۰۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۷۹، ۲۸۰

۱۱۱۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۸۶

۱۱۲۔ ایضاً

Marfat.com

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یہ میری قوم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے اور تیری قوم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ لوگ اسلام لے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی۔ جو بھی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین پر مرے گا وہ جہنم کی آگ میں جائے گا۔

حضرت رویفع کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے بہت سے اُمور پر دریافت کرنے کے بعد میں ان لوگوں کو لے کر اپنے گھر آگیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ میرے مکان کی طرف کھجوروں کی ایک بوری خود اُٹھائے آ رہے ہیں اور فرمایا: ان سے کام چلاؤ۔ حضور اکرم ﷺ کا خُلقِ عظیم دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے۔ یہ لوگ تین دن تک مہمان رہے اور پھر ان افراد کو بھی آپ ﷺ نے عطایا مرحمت فرما کر انہیں رخصت کر دیا۔ (۱۱۳)

۱۹۔ وفد بہراء

وفد بہراء یمن سے آیا تھا جو تیرہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ یہ لوگ اپنی سواریوں کو گھسیٹتے ہوئے آئے (محلہ) بنی جدیلہ میں مقداد بن عمرو کے دروازے پر پہنچے، مقداد نکل کر ان لوگوں کے پاس آئے۔ حضرت مقدادؓ نے ان کا خیر مقدم کیا اور انہیں اپنا مہمان بنا کر کھجور، ستو اور گھی سے بنے ہوئے حیس سے اُن کی تواضع کی۔ اس کے بعد بارگاہ نبوی ﷺ میں جا کر انہوں نے اسلام قبول کیا۔ قرآن کے احکام سیکھے اور چند دن قیام کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ ان کے رخصت ہوتے وقت آپ ﷺ نے ان سب کو بھی عطایا سے نوازا۔ (۱۱۴)

۲۰ وفد بنو کندہ

کندہ یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے۔ حضرت اشعث بن قیسؓ کی سربراہی میں ساٹھ اور اسّی افراد پر مشتمل اس قبیلے کا وفد ۱۰ ہجری کو آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ جب

۱۱۳۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۸۵۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۵۷۴، ۵۷۵

۱۱۴۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۸۵

Marfat.com

خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو سب ہتھیار بند تھے، اور انہوں نے احباء کا ریشمی لباس پہنا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا۔ کیا تم نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تمھاری گردنوں میں یہ ریشم کیسا نظر آتا ہے؟ یہ سنتے ہی انہوں نے پھاڑ کر اُسے اتارا اور پھینک دیا۔[115] یہ وفد بھی جب واپس جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے وفد کے سربراہ کو بارہ اوقیہ چاندی اور دوسرے اراکینِ وفد کو دس دس اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔[116]

۲۱۔ وفد بنو ریابین

بنو ریابین جن کا تعلق مذحج سے تھا ان کا وفد جو کہ پندرہ افراد پر مشتمل تھا آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ بھی رملہ بنت حارثؓ کے مکان پر اترے۔ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے بڑی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو چند ہدایا پیش کیے، جن میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کا نام مرواح تھا۔ آپ ﷺ کے حکم سے اسے آپ ﷺ کے سامنے سدھایا گیا تو آپ ﷺ نے تعجب کا اظہار فرمایا۔ یہ سب حضرات بھی مشرف بہ اسلام ہوئے اور مدینہ منورہ میں چند دن قیام کیا۔ اس دوران انہوں نے قرآن مجید اور دین کے فرائض سیکھے۔ جب یہ لوگ رخصت ہونے لگے تو حسب معمول رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھی اسی طرح عطایا سے نوازا، جیسے آپ ﷺ دوسرے وفود کو نوازتے آئے تھے۔ ان کے رؤسا کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی اور باقی اراکینِ وفد کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عنایت فرمائی۔[117]

حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی ایک جماعت مدینہ منورہ آئی اور حضور اکرم ﷺ کے ہم رکابی میں مکہ جا کر حج ادا کیا اور پھر آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ آئی اور وہیں قیام کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔ ان کے لیے آپ ﷺ نے خیبر کی پیداوار کے ایک سو

۱۱۵۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۵۴۰، ۵۳۹

۱۱۶۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۸۴، ۲۸۳

۱۱۷۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۹۷

Marfat.com

وسق کی وصیت فرمائی اور ایک دستاویز لکھوا کر انہیں مرحمت فرمائی۔ (۱۱۸)

ابن سعدؒ نے بنوریابین سے متعلق ایک اور روایت بھی درج کی ہے جس میں بنوریابین کے ایک فرد عمرو بن سُبیع کا ذکر ہے، جو بہ طور وفد آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک جھنڈا باندھ دیا۔ یہ ہی عَلَم لے کر انہوں نے حضرت معاویہؓ کے ہم راہ جنگِ صفین میں حضرت علیؓ سے جنگ کی تھی۔ (۱۱۹)

۲۲۔ وفد بنی محارب

۱۰ ہجری کو حجۃ الوداع کے موقع پر دس آدمیوں پر مشتمل بنومحارب کا وفد بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ آں حضرت ﷺ نے انہیں بھی حضرت رملہ بنت حارثؓ کے مکان میں ٹھہرایا اور حضرت بلالؓ کو ان کی خاطر مدارت پر مامور فرمایا۔ جو صبح و شام کا کھانا ان کے پاس لایا کرتے تھے۔ یہ سب لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

عربوں میں یہ لوگ بڑے شدید اور درشت خو تھے۔ اسلام کی ابتدا میں جب آں حضرت ﷺ قبائل میں گھوم پھر کر ان کو اسلام پیش فرما رہے تھے تو ان میں سے ایک شخص آپ ﷺ کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آیا اور جب یہ لوگ آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اسے پہچان لیا تو اس نے آپؐ سے عرض کیا: اللہ کا شکر ہے اس نے مجھے باقی رکھا اور میں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ دوسرے لوگ جو اس وقت میرے ساتھ تھے وہ سب اپنے دین پر مر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک یہ قلوب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ پھر اس شخص نے کہا۔ آپ ﷺ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میری مغفرت فرمائے اور جو برتاؤ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا تھا اس کو معاف فرمادے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اسلام کفر کی باتوں کو مٹا دیتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری وفود کی طرح ان کو بھی عطیات سے نوازا اور یہ لوگ واپس چلے گئے۔ (۱۲۰)

۱۱۸۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۹۷

۱۱۹۔ ایضاً

۱۲۰۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۵۸

Marfat.com

۲۳۔ وفد بنی حنیفہ

بنی حنیفہ کے اُنیس آدمیوں پر مشتمل ایک وفد حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ اس وفد کے رئیس سلمٰی بن حنظلہ تھے۔ یہ لوگ حضرت رملہ بنت حارثؓ کے مکان میں ٹھہرائے گئے اور ان کی مہمان داری کی گئی۔ ان لوگوں کو دونوں وقت کا کھانا دیا جاتا تھا۔ کبھی گوشت روٹی، کبھی دودھ روٹی اور کبھی ان کے لیے کھجور پھیلا دی جاتی تھی۔ یہ لوگ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سلام کیا اور حق کی شہادت دی۔ ان کے ساتھ مسیلمہ کذاب بھی تھا جسے وہ اپنے کجاوے میں چھوڑ گئے تھے۔ چندروز مقیم رہ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔

رحّال بن عنفوۃ جو کہ بنو حنیفہ کے وفد میں شامل تھے وہ حضرت اُبی بن کعبؓ سے قرآن کا درس لیتے رہے۔ جب ان لوگوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی کا عطایا دینے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے اپنے ایک ساتھی کو کجاوے میں جو چھوڑا ہے جو ہمارے اونٹوں کی نگرانی کر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بھی اتنے ہی انعام کا حکم دیا جتنا اس کے ساتھیوں کو دلایا تھا۔[۱۲۱]

بعد ازاں اسی مسیلمہ کذاب نے جھوٹے نبوت کا دعویٰ کیا اور ہزاروں لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ ملا کر بہت زیادہ قوت حاصل کر لی۔ رجال بن عنوۃ بھی اس کے ساتھ اس کے اس فتنے میں شریک ہوا۔ اس نے اپنے قبیلے کے سامنے اس کی نبوت کی جھوٹی گواہی دی تھی۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسے اور اس کے لشکر کو یمامہ کے مقام پر تباہ کن شکست دی۔ بنو حنیفہ نے اس میں مسلمانوں کے ساتھ بہت شدت کے ساتھ جنگ کی اور اس میں مسلمانوں کو بھی سخت نقصان اُٹھانا پڑا۔ صحابیوں کی بڑی تعداد جن میں کبار صحابہ شامل تھے اور زیادہ تر حفاظ قرآن تھے، نے شہادت حاصل

۱۲۱۔ ایضاً: ص ۲۷۴، ۲۷۳

Marfat.com

کی۔ لیکن بالآخر اس کذاب کے فتنے کا خاتمہ ہوا اور یہ اور رجال دونوں اس لڑائی میں جہنم واصل ہوئے۔ (۱۲۲)

۲۴۔ وفد بنی غامد

رمضان المبارک دس ہجری کو بنو غامد کا ایک وفد آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ یہ وفد دس آدمیوں پر مشتمل تھا۔ یہ لوگ بقیع الغرقد میں ٹھہرے۔ پھر اچھے اچھے کپڑے زیب تن کر کے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور قبول اسلام کی سعادت حاصل کی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کو ایک تحریر عطا فرمائی، جس میں احکامِ شریعت درج تھے۔ ان اصحابؓ نے چند دن مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ اس دوران میں حضرت ابی بن کعب انصاریؓ نے انہیں قرآن کریم کی تعلیمات دی۔ جب یہ وفد مدینہ سے رخصت ہونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے تمام ارکان کو معمول کے مطابق عطایا سے نوازا جیسا کہ دوسرے وفود کو عنایت فرماتے آئے تھے۔ (۱۲۳)

۲۵۔ وفد سلامان

شوال دس ہجری کو سلامان کا وفد جو سات افراد پر مشتمل تھا حاضر ہوا۔ یہ لوگ بھی مسلمان ہوگئے پھر اہل وفد نے آپ ﷺ کی خدمت میں قحط سالی کی شکایت پیش کی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ " اے اللہ ان کے گھروں میں بارش فرما۔ اس پر وفد کے ایک رکن حضرت حبیب بن عمرو نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! خوب ہاتھ اُٹھایے، تاکہ زیادہ سے زیادہ اور خوب بارش ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے تبسّم فرمایا اور اس قدر ہاتھ اُٹھائے کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی بھی نظر آگئی۔ اس کے بعد یہ وفد تین دن آپ ﷺ کی خدمت میں ٹھہرا۔ آپ نے ان تین دن میں ان کی خوب ضیافت فرمائی۔ پھر جب یہ لوگ رخصت ہونے

۱۲۲۔ محمد الصادق، علی محمد۔ سیدنا ابوبکر صدیق شخصیت اور کارنامے۔ مترجم شمیم احمد خلیل سلفی۔ ضلع مظفر گڑھ پاکستان، الفرقان ٹرسٹ: ص ۳۴۹۔۳۶۰

۱۲۳۔ الطبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۲۹۸

Marfat.com

لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی عطایا سے نوازا اور ہر آدمی کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عنایت فرمائی۔ حضرت بلالؓ نے ان سے معذرت بھی کی اور کہا کہ آج ہمارے پاس زیادہ مال نہیں۔ اہل وفد نے جواب دیا۔ یہ تو بہت زیادہ اور خوب ہے۔ جب یہ لوگ اپنے وطن واپس لوٹے تو انہیں معلوم ہوا کہ جس گھڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی اسی روز اور اسی گھڑی بارش ہوئی۔ [۱۲۴]

۱۲۴۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۵۸۵

Marfat.com

قبائل عرب پر دین اسلام کے دعوتی اثرات کا جائزہ

اگر بہ حیثیت مجموعی ہم اسلامی تحریک اور اس کی دعوت کی کام یابی کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت ہمارے سامنے واضح ہو جاتی ہے کہ عرب کے زیادہ تر حصوں اور ان میں رہائش پذیر قبائل میں اسلام کی اشاعت اور اس کی قبولیت کسی فوجی مہم کا نتیجہ نہیں بل کہ دعوت و تبلیغ کا نتیجہ تھی جو رسول اللہ ﷺ اور پھر آپ کی تربیت یافتہ اصحاب کرامؓ کی کوششوں سے عمل میں آئی۔ اس لیے یہ مفروضہ غلط ثابت ہوتا ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں وقت کے ساتھ ساتھ جو شخص اس دعوتی تحریک کے ساتھ منسلک ہوتا گیا وہ اپنے قبیلے اور حلقۂ اثر کے لیے بہ ذات خود ایک داعی اور معلم بن گیا اور جس کے کردار اور اخلاق سے متاثر ہو کر اس کے قبیلے کے افراد بل کہ بعض واقعات میں تو پورے کا پورا قبیلہ اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا گیا۔ جیسا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ جو قبیلہ بنو غفار سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ قبیلہ جس کا پیشہ ہی لوٹ مار اور ڈاکہ زنی تھا جب وہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے تو اپنے قبیلے میں اسلام کے داعی بن کر وارد ہوئے اور اس اسلام کی ایسی دعوت و تبلیغ کی کہ ان کا قبیلہ تو کیا ان کے پڑوس کا قبیلہ بھی ان کی تعلیمات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور یوں بنو غفار کے ساتھ ان کے پڑوس قبیلہ بنو اسلم نے بھی اسلام کے دامن میں اپنے لیے پناہ ڈھونڈی۔ (۱۲۵)

اسی طرح انصارِ مدینہ نے خود آکر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کی دعوت پر لبّیک کہا اور مدینہ منورہ میں اسلام کا مرکز قائم کیا۔ حضرت طفیل دوسیؓ کی وجہ سے یمن میں اسلامی تحریک اور اس کی دعوت متعارف ہوئی۔ مہاجرین حبشہ سے متاثر ہو کر قبیلہ اشعر نے کسی خارجی

۱۲۵۔ محسن انسانیت: ص ۴۹۱

Marfat.com

تحریک کے بغیر اپنے آپ کو اسلام کے محاذ پر پیش کیا۔ ضماد بن ثعلبہؓ کی دعوت سے پورا قبیلہ ازشنوءہ حلقۂ اسلام میں آگیا۔ منقذ بن حبانؓ مدینہ منورہ سے صداقت کا نور لیے ہوئے اپنے وطن بحرین پہنچے تو دعوتِ حق کا کام شروع کر دیا اور لوگ متاثر ہونے لگے، یہاں تک کہ کچھ عرصے کے بعد ہی آپؓ چودہ مسلم رفقا کے ہم راہ بہ طورِ وفد مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔[١٣٦]

ان مثالوں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ بغیر مسلح تصادم اور جنگی مہم کے ان چند افراد نے اپنی دعوت اور تبلیغ سے اپنے پورے کے پورے قبائل اور علاقوں کو اسلام سے روشناس کرا دیا۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد دعوت الی اللہ تھا، اس لیے آپ ﷺ کے تمام اقدامات اور حکمتِ عملی چاہے وہ سیاسی ہو، معاشی ہو یا معاشرتی ہو ان میں دعوت کا پہلو نمایاں تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی ساری زندگی اس کڑی محنت اور مشقت میں گزار دی کہ کسی طرح بھی تمام انسان راہِ ہدایت پائے، اور انسانوں کی غلامی سے نکل ایک اللہ کی بندگی میں داخل ہو کر ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جائیں۔ جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے صلح و امن کا راستہ اختیار کرتے ہوئے آس پاس کے قبائل کے ساتھ معاہدانہ روابط اور حلیفانہ تعلقات استوار کیے، تاکہ امن و سکون کی فضا میں دعوت و تبلیغ کا کام آسانی سے کیا جا سکے۔

جب ان قبائل سے معاہدات ہوئے تو تعلقات بھی آگے بڑھے اور میل جول کی وجہ سے دعوت اسلام کا کام جاری رہا۔ آپ ﷺ کا طریقہ کار تھا کہ جن قبائل کے ساتھ آپ ﷺ کے حلیفانہ تعلقات استوار ہوتے آپ ﷺ ان تک دعوت پہنچانے اور ان کی تعلیم و تربیت کا موثر انتظام فرماتے۔ چناں چہ ان حلیف قبائل میں مسلم داعیوں کی آمد و رفت اور لوگوں میں گھل مل جانے سے لوگ ان کی تعلیمات اور دعوت سے متاثر ہونے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبائل بہ

١٣٦۔ محسن انسانیت: ص ٤٩١

Marfat.com

حیثیت مجموعی اسلامی تحریک کے علم بردار اور معاون بن گئے۔ جیسا کہ جہنیہ اور مذینہ قبائل کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان حلیف قبائل کا ہمیشہ خیال رکھا ان کا اکرام کیا اور وقتاً فوقتاً انہیں اقطاع سے بھی نوازتے رہے اور حاصل ہونے والے مالِ غنیمت میں سے انہیں عطایا بھی مرحمت فرماتے رہے۔ یہ سب بہت فیاضی سے آپ ﷺ عطا فرماتے جس کی تفصیل ہم گزشتہ مباحث میں پڑھ چکے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے جن قبائل سے حلیفانہ روابط قائم کیے اُن میں سے کچھ نے تو فوراً اور کچھ نے تھوڑے عرصے بعد اسلام قبول کیا۔ بہ ہر حال یہ بات طے ہے کہ جن قبائل نے آپ ﷺ کے ساتھ دوستی کی، اور آپ ﷺ کے ساتھ سیاسی حلیفی قائم کی وہ قبائل کچھ عرصے بعد اسلام کے ضرور تابع ہوجاتے تھے۔

قبائلی معاشرے اور اس کی سیاست کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات تو صاف ہے کہ قبائلی سیاست اسلام مخالف رہی ہے اور اس کی وجہ قبائل کے سرداروں اور رؤسا کی مطلق العنانی تھی جو اسلام کے آنے سے ختم ہوجاتی، لیکن یہ بات بھی حقیقت ہے کہ اسی سرداری کے نظام سے اسلام کو تقویت و تائید بھی کسی درجہ حاصل ہوئی تھی، کیوں کہ قبیلے کا سردار اپنے قبیلے کا سب سے بااثر شخص ہوا کرتا تھا، وہ جو فیصلہ کرتا تھا اس کا قبیلہ اسے تسلیم کرتا اور وہ جو مذہب اختیار کرتا تمام قبیلہ اس کی اطاعت کرتے ہوئے وہ بھی اُسی مذہب کو اختیار کرتا تھا۔ چناں چہ جب ان سرداروں اور رؤسا نے اسلام قبول کیا تو ان کے اسلام قبول کرنے سے ان کے پورے کے پورے قبیلے خود بہ خود مسلمان ہوجاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ اس سردار کی عزت افزائی کرتے ہوئے اس کی سربراہی اس کے قبیلے پر قائم رہنے دیتے، ہاں اس کی مطلق العنانی ختم ہوجاتی اور وہ اپنے قبیلے کے ساتھ اسلامی احکامات کا تابع ہوجاتا۔ اسی لیے ان سرداروں اور رؤسا کی تالیف القلوبی بھی کی گئی، تاکہ انہیں یہ سودا گراں نہ گزرے اور اپنے ختم ہوتے ہوئے مطلق اختیارات کا ملال نہ ہو۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی دعوتی تحریک میں آپ ﷺ کے اِقطاع وعطایا جو آپ مختلف قبائل اور اُن کے رؤسا کو نہایت فیاضی سے عنایت فرماتے، کا بہت اہم کردار رہا ہے۔ جس کے انتہائی مثبت نتائج مرتب ہوئے تھے۔ چناں چہ اسلام میں داخل ہونے کے ساتھ کوئی شخص مفلس نہ رہتا اور نہ ہی کسی قبیلے کے سردار کو اپنی کم مائیگی اور اختیارات چلے جانے کا احساس ہوتا بل کہ اس کے اندر اس عزت افزائی اور فیاضی سے شکرگزاری اور ممنونیت جیسے جذبات پیدا ہو جاتے اور اسلام کے خلاف جو عناد اس کے دل میں ہوتا وہ ختم ہو جاتا۔

Marfat.com

فتنہ ارتداد کے شکار قبائل قائدین، افراد میں سے نبی اکرم ﷺ سے اقطاع پانے والوں کی تفصیل اور جائزہ

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد جو لوگ آپ ﷺ کی دعوت برحق پر ایمان لائے اور اُسے قبول کیا یہ وہ لوگ تھے جو اپنے اندر سچائی، نیک طبعی، حق گوئی اور ایمان داری جیسے صفات رکھتے تھے۔ اس لیے اسلام اور اس کی حقانیت سے یہ لوگ فوراً ہی متاثر ہوئے۔ ان سلیم الفطرت افراد کے بعد جو افراد و قبائل تدریجاً اسلام میں داخل ہوتے رہے اور حق کو قبول کرنے میں پیش قدمی اختیار کرتے گئے وہ ان ہی جیسی خصوصیات کے حامل تھے جن کا ذکر ہم مندرجہ بالا سطور میں کر چکے ہیں۔

جو لوگ بہت بعد میں ایمان لائے جیسے فتح مکہ و غزوۂ حنین کے بعد یہ کہنا کسی صورت غلط نہ ہو گا کہ ان دیر سے ایمان لانے والوں کے اندر بھی خیر کا عنصر ضرور موجود تھا تب ہی اسلام ان کے اندر سرایت کر گیا۔ آگے جا کر اسلام کے لیے جو انہوں نے خدمات سرانجام دیں اور جاں نثاری کا مظاہرہ کیا وہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کی حقانیت و سچائی ان ہی افراد پر اثر کرتی ہے جس کے اندر خیر موجود ہو۔ اسی لیے جب نبی کریم ﷺ نے ان قائدین قبائل، افراد کی تالیف قلبی فرمائی، انہیں عطایا سے نوازا، اقطاع عنایت فرمائے تو یہ سب احسانات انہیں اسلام کے مزید قریب لے آئے اور ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا۔ لیکن جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے ان میں سے بھی کچھ افراد و قبائل ایسے تھے جن کے اندر نقص و مرض موجود تھا، اس لیے آپ ﷺ کی محبت و شفقت، انعام و اکرام کا اُن پر اثر نہیں ہوا نہ ہی وہ اسلام کی روح سے صحیح معنوں میں روشناس ہو سکے۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے دور کے اخیر میں ارتداد کا آغاز ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب جزیرۂ عرب نے آپ ﷺ کی قیادت کو تسلیم کر لیا تھا اور اس کے سردار قائدین مختلف علاقوں سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں مسیلمہ کذاب بھی شامل تھا جو بعد میں جا کر مدعی نبوت بنا۔ اس تمام مدت میں ارتداد کی تحریک وسیع پیمانے پر ظاہر نہیں ہوئی تھی لیکن ۱۰ ہجری کے اواخر میں جب رسول اکرم ﷺ نے حج کیا اور مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو وہ بد فطرت اور بدنیت لوگ جن کے دلوں میں پہلے سے نقص موجود تھا ان کا مرض ظاہر ہونے لگا اور آہستہ آہستہ لوگوں میں ان کے ارتداد کی خبریں پہنچنے لگی۔ اسود عنسی یمن میں، مسیلمہ کذاب یمامہ میں، طلیحہ اسدی اپنے اپنے علاقے میں نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب اسلام کے لیے عظیم خطرہ بن گئے۔ یہ اپنے ارتداد پر ڈٹ گئے اور اپنے ارتداد سے پلٹنے کے سارے راستے خود بند کر دیے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے سے ان لوگوں کو وسائل اور افراد کی عظیم قوت حاصل ہو گئی۔ (۱۲۷) نبی کریم ﷺ نے اس فتنے سے متعلق خواب بھی دیکھا تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان دونوں کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابوہریرہؓ سے اس خواب کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> بينما أنا نائم رَأَيتُ في يَدَيَّ سوارَين مِنْ ذَهَبٍ فاهَمَّنِي شأنُهما فأوحي إلَيَّ في المنام أن انفُخهما فنَفَخْتُهما فطَارَا فأوّلتُهما كذّابين يخرجَا بَعْدِي فكانَ أحَدُهما العَنسيَ الآخِر مُسَيلمة الكَذّاب صَاحِبُ اليمامة (۱۲۸)

لوگو! مجھے شبِ قدر دکھائی گئی، پھر مجھے بھلا دیا گیا اور میں نے اپنے دونوں بازوؤں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، مجھے یہ بات ناگوار گزری، پھر پھونک ماری اور وہ

۱۲۷۔ حضرت ابوبکر صدیق، شخصیت اور کارنامے: ص ۲۷۳

۱۲۸۔ صحیح بخاری: ج ۴، ص ۲۰۳، رقم ۳۶۲۱

Marfat.com

دونوں ٹوٹ گئے ۔ میں نے اس کی تعبیر دو کذابوں سے کی ۔ ایک یمن والا (اسود عنسی) دوسرا یمامہ والا (مسیلمہ کذاب)۔

نبی اکرم ﷺ کو جب ان کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے مدعیانِ نبوت کے قبائل کو خطوط اور پیغامبر بھیجے، تاکہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کو اکٹھا کیا جا سکے ۔[۱۲۹] آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام ہی میں فیروز دیلمی نے اسود عنسی کو قتل کر دیا جس کی خبر آپ ﷺ کو بہ ذریعہ وحی پہنچ گئی تھی۔[۱۳۰] آپ ﷺ کی وفات کے بعد فتنہ ارتداد نے زور پکڑ لیا اور اپنے عروج کو پہنچا یہاں تک کہ قریش اور ثقیف کے علاوہ کوئی ایسا قبیلہ نہ تھا جو کہ کل یا پھر اس کے کچھ افراد اس فتنے میں مبتلا نہ ہوئے ہوں ۔[۱۳۱]

اس سلسلے میں حضرت عروہؓ کی روایت ہے جو وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ کی وفات اور اُسامہؓ کی روانگی کے بعد تمام عرب عام اور خاص مرتد ہو گئے ۔ مسیلمہ کذاب اور طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کی جماعت وطاقت بہت بڑھ گئی۔ قبیلہ طے اور اسد طلیحہ کے ساتھ ہو گئے۔ اسی طرح اشجع اور غطفان کے بعض خاندانوں کے علاوہ تمام غطفان مرتد ہو گیا اور انہوں نے طلیحہ کی بیعت کر لی۔ ہوازن متردد تھے۔ انہوں نے بھی زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔ البتہ ثقیف اور ان کے توابع اسلام پر قائم رہے اور ان کی اقتدا میں جدیلہ اور اعجاز بھی عام طور پر اسلام پر قائم رہے۔ البتہ بنی سُلیم کے خواص مرتد ہو گئے تھے ۔[۱۳۲]

نبی کریم ﷺ کے بعد مسند خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سنبھالا ۔ یہ دور مسلمانوں کے لیے سخت ابتلاء اور آزمائش کا دور تھا۔ کیوں کہ ایک نبی کریم ﷺ کی وفات کا صدمہ تو دوسری طرف مشکلات، صعوبتوں اور خطرات کے بادل تھے جو پوری ملت اسلامیہ پر چاروں طرف سے

۱۲۹۔ تاریخ طبری: ج ۳، ص ۲۳۱، ۲۳۲۔ حضرت ابوبکر صدیق، شخصیت اور کارنامے: ص ۲۸۶
۱۳۰۔ ایضاً: ص ۲۳۶
۱۳۱۔ ایضاً: ص ۲۴۲
۱۳۲۔ حضرت ابوبکر صدیق شخصیت اور کارنامے: ص ۲۴۲

Marfat.com

منڈلا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جن حالات سے دوچار تھے ان سے متعلق حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہے:

لما توفيٰ رسول الله ﷺ اشراب النفاق، وارتدت العرب، وانحازات الانصار فلونزل بالجبال الراسيات مانزل بأبي لهامنها[۱۳۳]

جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو نفاق نے ہر طرف سے سربلند کیا اور بہت سے قبائل مرتد ہو گئے۔ اس وقت جو مصیبت میرے والد پر نازل ہوئی تھی اگر وہ بلند اور مضبوط پہاڑوں پر نازل ہوتی تو انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے دوراندیش، زیرک اور سمجھ دار انسان تھے۔ ارتداد کی عظیم آفت اور پریشان کن حالات میں بھی مطمئن رہے اور اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے جو انہوں نے ان مرتدین کے خلاف اختیار کیا تھا کہ ان کی سرکوبی ہر حال میں کرنی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے متعلق فرمایا ہے:

فوجدته فى ذلك أمضى منى وأحزم، وأدب الناس على امور هانت علي كثير من مؤنتهم حين وليتهم[۱۳۴]

میں نے آپؓ کو اپنے آپ سے زیادہ پختہ ارادہ والا پایا ہے اور انہوں نے لوگوں کو اس طرح ادب سکھایا کہ جب میں خلیفہ بنا تو مجھے ان کی اصلاح کے لیے بہت کم تکلیف اُٹھانے کی ضرورت پڑی۔

مدینے کے اردگرد جو قبائل آباد تھے اور اسلام پر ثابت قدم تھے جیسے قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ، اشجع، جہینہ، اور بنوکعب۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سب کو خط لکھ کر مرتدین سے جہاد کا حکم دیا۔ انہوں نے آپؓ کے حکم کو قبول کیا اور مدینہ منورّہ ان سے بھر گیا۔ ان کے ساتھ

۱۳۳۔ السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن۔ تاریخ الخلفاء۔ بیروت، دارابنِ حزم، ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳ء: ص ۶۰

۱۳۴۔ ایضاً

Marfat.com

گھوڑے اور اونٹ تھے انہوں نے یہ سب اموال حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حوالے کر دیے۔(۱۳۵)

ان قبائل کے افراد کی کثرت اور ان کے غیر معمولی امداد کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ صرف جہینہ نے چار سو افراد اونٹوں اور گھوڑوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس روانہ کیے اور حضرت عمرو جہنیؓ نے سو اونٹ مسلمانوں کی مدد کے لیے بھیجے۔(۱۳۶) یہ وہی لوگ تھے جن کے بارے میں گزشتہ سطور میں ہم نے بیان کیا کہ ان کے اندر خیر کا عنصر موجود تھا اس لیے اسلام اپنی تمام تر حقانیت سمیت ان کی روحوں میں سرایت کر گیا تھا۔ اس لیے یہ مشکل وقت میں اسلام کے لیے ہر قسم کی جانی ومالی قربانی سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ لیکن اس سارے معاملے میں ایک بنیادی حقیقت جس کو ڈاکٹر مہدی رزق اللہ احمد نے واضح کیا ہے:

> فتنہ ارتداد کا شکار تمام لوگ نہیں ہوئے تھے بل کہ ایسے قائدین، قبائل، افراد اور جماعتیں موجود تھیں جو ہر علاقے میں جہاں ارتداد کا فتنہ اُٹھا دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں۔(۱۳۷) ڈاکٹر مہدی کے مطابق جن مصادر ومراجع سے انہوں نے استفادہ کیا ان میں کہیں سے بھی کوئی ایسی چیز نہیں ملی جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ تمام قبائل قائدین اور افراد مرتد ہوئے۔(۱۳۸) درحقیقت یہ ہی وہ جماعتیں، قبائل اور افراد تھے جن پر خلافت نے اعتماد کیا جو کہ اسلام پر ثابت قدم رہے تھے۔ اور یہ جزیرہ عرب کے ہر گوشے میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور مرتدین کی تحریک کو کچلنے کے لیے نہایت مضبوط حربہ ثابت ہوئے۔(۱۳۹)

۱۳۵۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے: ص ۲۳۶
۱۳۶۔ ایضاً
۱۳۷۔ ایضاً: ص ۲۸۶ بہ حوالہ، مہدی رزق اللہ احمد۔ الثابتون علی الاسلام ایام فتنۃ الردۃ: ص ۱۹
۱۳۸۔ ایضاً
۱۳۹۔ ایضاً

Marfat.com

ارتداد کے کئی اسباب بیان کیے گئے ہیں جیسے کہ

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کا صدمہ

۲۔ دین میں کمزوری، فہم نصوص میں نقص

۳۔ جاہلیت اور اس کے مفاسد کے ارتکاب کی چاہت

۴۔ نظام سے بغاوت اور شرعی حکومت کے خلاف خروج

۵۔ قبائلی عصبیت، حکومت کی طمع، دین کے حصول کو مال کا ذریعہ بنانا اور مال میں بخل و حسد شامل ہونا۔ (۱۴۰)

ہمارے نزدیک اس ارتداد کی جو بنیادی وجہ تھی وہ قبائلی عصبیت، تعصب، قیادت واقتدار کا حصول تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ان کے قبیلے کے لوگوں نے نہ صرف ان کا ساتھ دیا بلکہ اقتدار کے لالچ میں جنگ وجدل پر بھی آمادہ ہو گئے۔ ارتداد کئی صورتوں اور شکلوں میں نمودار ہوا۔ کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ بعض نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اپنی پرانی جاہلی روایات اور اعمال میں لگ گئے۔ کچھ لوگ حیرت وتردّد کا شکار ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ جس فریق کو غلبہ ملے اس کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ (۱۴۱)

قاضی عیاض نے مرتدین کی تین اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ ایک قسم وہ لوگ تھے جنہوں نے بت پرستی اختیار کر لی۔

۲۔ دوسری قسم وہ لوگ تھے جنہوں نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی پیروی کی جو نبوت کے دعوے دار تھے۔

۳۔ تیسری قسم وہ لوگ تھے جو اسلام پر تو قائم رہے لیکن زکاۃ ادا کرنے سے انکاری ہو گئے اور اس تاویل کا شکار ہوئے کہ اس کی فرضیت نبی کریم ﷺ تک محدود تھی۔ (۱۴۲)

۱۴۰۔ حضرت ابوبکر صدیق: ص ۲۷۲ بہ حوالہ حرکۃ الردۃ علی الحتوم: ص ۱۱۰۔۱۳۷

۱۴۱۔ ایضاً: ص ۲۰

۱۴۲۔ العسقلانی، حافظ احمد بن علی بن حجر۔ فتح الباری بشرح صحیح بخاری۔ بیروت، دارالمعرفۃ: ج ۲، عشر، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم، ص ۲۷۶

Marfat.com

مذکورہ باب میں نبی کریم ﷺ کے اِقطاع و عطایا کے دعوتی اثرات کے تحت ہم مختلف قبائل ان کے رؤسا اور باشندوں کا ذکر کر چکے ہیں جن کے دل آپ ﷺ کے اِقطاع و عطایا کے عطا کرنے سے اسلام کی طرف مزید مائل ہوئے اور یہ حکمتِ عملی دعوتی تحریک کے لیے نہایت فائدہ مند ثابت ہوئی۔ لیکن جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں بیان کیا کہ کچھ افراد اور قبائل ایسے بھی تھے جن کے دلوں کو اسلام چھو نہیں سکا تھا، کیوں کہ ان کے دلوں میں نقص اور مرض موجود تھا لہٰذا اسی ضمن میں اس فصل میں ہم ان افراد، قائدین اور قبائل کا تذکرہ کریں گے جنہیں آپ ﷺ کی بارگاہ سے اِقطاع و عطایا سے بھی نوازا گیا، لیکن بعد ازاں وہ فتنہ ارتداد کا شکار ہو گئے، تاکہ اس حوالے سے بھی قبائل اور افراد کی تفصیل سامنے آسکے۔

بنو کندہ اور اشعث بن قیس

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ۱۰ ہجری کو بنو کندہ کا ۸۰ افراد پر مشتمل ایک وفد بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اشعث بن قیس اس وفد کی قیادت کر رہے تھے یہ سب حضرات اسلام قبول کر چکے تھے۔ جب یہ وفد جانے لگا تو آپ ﷺ نے رئیسِ وفد اشعث بن قیس کو بارہ اوقیہ اور دوسرے اراکینِ وفد کو دس دس اوقیہ چاندی بہ طور انعام مرحمت فرمائی۔ (۱۴۳) جب اشعث بن قیس مسلمان ہوئے تو انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بہن حضرت اُمِّ فروہؓ کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا جو کہ منظور کر لیا گیا اور پھر وہ یمن کی طرف لوٹ گئے۔ (۱۴۴)

بنو کندہ اور اشعث بن قیس کا ارتداد اور پھر اسلام میں واپسی

اسود عنسی نے ملکِ یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور تمام ملک میں بدامنی پھیلا دی۔ اسود عینی کی تحریک کو قبول کرنے کی وجہ سے بنو کندہ مرتد ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کے چاروں رئیسوں پر لعنت بھیجی۔ ارتداد سے پہلے جب بنو کندہ اور حضر

۱۴۳۔ الطبقات: ج ۱، ص ۲۸۴، ۲۸۳

۱۴۴۔ اسد الغابہ: ج ۱، ص ۲۵۰، باب الھمزہ والشین مادہ اشعث بن قیس

Marfat.com

موت کا سارا علاقہ اسلام لے آیا تو ان کے صدقات کے انتظام کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ حضر موت میں اہل کندہ کا صدقہ جمع ہو اور بنو کندہ میں حضر موت کے لوگوں کا صدقہ جمع ہو۔ اس پر بنو کندہ کے بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس اونٹ نہیں ہیں اگر آپ مناسب خیال کریں تو آپ حضرمیوں کو حکم دیں وہ صدقے کا مال لے کر ہمارے پاس لے آیا کریں۔ اس پر آں حضرت ﷺ نے ان لوگوں سے کہا ایسا کر سکتے ہو تو کرنا۔ اس پر حضر موت کے لوگوں نے کہا اگر اہل کندہ کے پاس جانور نہ ہوں تو ہم صدقے کا مال پہنچا دیا کریں گے۔[۱۴۵]

حضرمیوں نے آپ ﷺ کی وفات سے پہلے اہل کندہ کے ساتھ صدقات کے مال جمع کرنے کا جو معاملہ طے کیا تھا آپ ﷺ کی وفات کے بعد اس سے پیچھے ہٹ گئے۔ قصہ کچھ یوں ہے: نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد زیاد بن لبید انصاری (جو حضر موت اور بنو کندہ پر آپ ﷺ کی طرف سے والی مقرر ہوئے تھے) نے لوگوں کو صدقات کی وصولی کے لیے طلب کیا۔ بنو کندہ نے حضرمیوں سے مطالبہ کیا کہ جو وعدہ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے کیا تھا، اس پر عمل کرتے ہوئے صدقات کا مال ہم تک پہنچا دیں۔ لیکن حضرمی مکر گئے اور اُن سے کہا تمھارے پاس بار برداری موجود ہے اپنے جانور لے آؤ اور صدقات لے جاؤ۔ جس پر ان کی آپس میں بدمزگی پیدا ہو گئی۔ اہل کندہ نے زیادؓ پر حضرمیوں کی طرف جانب داری کا الزام لگایا اور بغیر تصفیے کے گھروں کو واپس چلے گئے۔[۱۴۶] اہل کندہ کے زیادہ خفا ہونے پر حضرت زیادؓ نے ان سے صدقات کی وصولی کی ذمے داری خود لے لی۔ حضرت زیادؓ جب اہل کندہ سے صدقات وصول کر رہے تھے تو اس دوران اہل کندہ کے ایک نوجوان نے غلطی سے صدقے کی اونٹنی کی بجائے اپنے بھائی کی اونٹنی دے دی۔ جب اسے احساس ہوا کہ اس نے غلط اونٹنی صدقے میں دے دی تو اس نے حضرت زیادؓ کو بتایا کہ یہ اونٹنی اس کے بھائی کی ہے لہٰذا اسے یہ واپس دی جائے اس کے عوض وہ دوسری اونٹنی دے دے گا لیکن حضرت زیادؓ سمجھے یہ لڑکا بہانہ کر رہا ہے اس لیے انہوں نے اونٹنی

۱۴۵۔ تاریخ طبری: ج ۳، ص ۳۳۱

۱۴۶۔ ایضاً

Marfat.com

واپس دینے سے انکار کر دیا(۱۴۷) اور یہ واقعہ فتنہ برپا ہونے کا سبب بنا جس کی وجہ سے اہل کندہ نے مسلمانوں سے جنگ کی اور ارتداد اختیار کیا۔

جب حضرت زیادؓ نے اونٹنی دینے سے انکار کیا اور اس پر وہاں فساد کھڑا ہو گیا تو اس لڑکے نے وہاں رہنے والے اپنے قبیلے کے لوگوں کو مدد کے لیے پکارا، جس پر اس کے قبیلے کا ایک فرد ابوالسمیطارثہ بن سراقہ ان کی مدد کو آیا اور زیادؓ سے اونٹنی کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن وہ اپنے موقف پر قائم رہے اس پر حارثہ نے غصے میں آکر وہ اونٹنی کھول دی۔ جس کے بعد حضرت زیادؓ اور ان کے ساتھیوں کی وہاں موجود اہل کندہ کے ساتھ جنگ شروع ہوئی۔ بالآخر حارثہ کو شکست ہوئی اور کندہ کی بڑی تعداد کو زیادؓ نے قیدی بنالیا اور مدینہ منورّہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں جہاں اشعث اور بنی الحارث، بنی معاویہ جو کندہ کی شاخیں تھیں ان کا پڑاؤ آیا تو قیدیوں نے اشعث کو مدد کے لیے پکارا۔ اس نے عصبیت اور حمیت کے جذبے میں آکر بنو کندہ کی شاخ بنو حارث کو بھی اپنے ساتھ ملاکر مسلمانوں پر یورش کی اور ان کو مسلمانوں سے چھڑا لیا۔

اشعث کے لیے اب یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ حضرت زیادؓ اور ان کی فوج کو اس واقعے کا علم ہوا تو وہ ان سب کو نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے اس نے کندہ کے دونوں خاندانوں بنو حارث بن معاویہ اور بنی عمرو بن معاویہ کو اور اطراف کے قبائل میں سے جو لوگ اس کے ہم نوا ہو سکے سب کو اپنے ساتھ ملالیا اور مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی جمیعت تیار کر لی۔ تمام بنو کندہ نے اس بات پر اتفاق و اتحاد کر لیا کہ زکاۃ نہ دی جائے اور سب اسلام سے مرتد ہو جائیں۔ ان سب نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا۔ ادھر حضرت زیادؓ نے صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے حضرت عکرمہؓ اور مہاجر بن امیہؓ کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی مدد کے لیے جلد از جلد پہنچ جائیں۔ وہ دونوں اس وقت مآرب میں تھے۔ یہ خبر سن کر مہاجرؓ نے حضرت عکرمہؓ کو فوج کے ساتھ چھوڑا اور خود تیز شاہ سواروں کو لے کر زیادؓ کی مدد کے لیے پہنچ کر محاصرہ ختم کرنے میں کام یاب ہو گئے۔ کندہ کے لوگ بھاگ کر ''نجیر'' نامی

۱۴۷۔ ایضاً: ص ۳۳۲

Marfat.com

اپنے ایک قلعے میں محصور ہو گئے ۔ اس قلعے میں صرف تین راستے تھے ۔ ایک راستے پر حضرت زیادؓ اتر گئے ، دوسرے راستے کو مہاجرؓ نے سنبھالا ، جب کہ تیسرا راستہ اہل کندہ کے تصرف میں رہا ، یہاں تک کہ حضرت عکرمہؓ پہنچ گئے اور اس راستے پر قابض ہو گئے ۔ پھر مہاجرؓ نے میدان اور پہاڑی علاقے میں کندہ کے بکھرے ہوئے قبائل کی طرف فوجی دستے روانہ کیے ، تاکہ انہیں اسلام کی دعوت دیں اور جو انکار کریں اس سے قتال کریں ۔ اس طرح قلعے میں ہی محصور افراد رہ گئے ۔[۱۴۸]

مسلمانوں کی طرف سے سخت محاصرے اور سامانِ اسلحہ کی کمی کی وجہ سے اشعث جلد مایوس ہو گیا اور اس نے حضرت مہاجر سے اپنے اور اپنے عزیز و اقارب اور دوسرے متعلقین کے لیے امان کی درخواست کی جو اس شرط پر قبول ہوئی کہ وہ قلعے کا دروازہ کھول کر اپنی قوم کو مسلمانوں کے حوالے کر دے گا ۔ حضرت مہاجرؓ نے اس سے کہا کہ امان حاصل کرنے والوں کی فہرست بنا کر لاؤ ۔ اشعث اس فہرست میں اپنا نام لکھنا بھول گیا ۔ چناں چہ جن لوگوں کے نام فہرست میں تھے انہیں چھوڑ دیا گیا اور جو لوگ جنگ جو تھے اُن کا خاتمہ کر دیا گیا ۔ مسلمانوں نے مالِ غنیمت اور قیدیوں کو جن میں اشعث بن قیس بھی شامل تھے مدینہ منورہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جو اس وقت مسلمانوں کے خلیفہ تھے کر دیا ۔[۱۴۹]

جب اشعث بن قیس حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچا تو آپؓ نے اُس سے اس کی کارستانیوں کے متعلق سوال کیا جس پر اشعث بن قیس نے اُن سے معافی طلب کی اور کہا مجھ پر احسان کیجیے میری غلطی معاف فرمایئے میں اسلام قبول کر چکا ہوں ۔ انہوں نے ان کی بہن کے لیے جن سے ان کی نسبت طے تھی پھر شادی کا پیغام دیا ۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو معاف کر دیا ، اس کا عذر قبول کیا اور اپنی بہن کی شادی اس سے کر دی ۔[۱۵۰] جب ان کا نکاح حضرت امّ فروہؓ سے ہو گیا تو یہ تلوار کھینچ کر

۱۴۸۔ تاریخ طبری: ج۳، ص ۳۳۲، ۳۳۶

۱۴۹۔ تاریخ طبری: ج۳، ص ۳۳۸، ۳۳۷

۱۵۰۔ اُسد الغابۃ: ج۱، ص ۲۵۰، باب الھمزۃ والشین، مادہ اشعث بن قیس

Marfat.com

اونٹوں کے بازار گئے اور جس اونٹ یا اونٹنی کو دیکھا اس کے پیر کاٹنے شروع کر دیے۔ لوگ چلا اُٹھے اشعث کافر ہو گیا۔ پس جب یہ فارغ ہوئے تو تلوار رکھ دی اور کہا خدا کی قسم! میں کافر نہیں ہوا بل کہ ابو بکرؓ نے اپنی بہن کا نکاح میرے ساتھ کر دیا ہے اگر ہم اپنے شہر میں ہوتے تو ہمارا ولیمہ کچھ اور ہوتا، لہٰذا اے اہل مدینہ! قربانی کرو اور کھاؤ اور اے اونٹوں کے مالک آؤ اور ان کی قیمت لے لو۔ ایسا ولیمہ کبھی نہیں دیکھا گیا۔

اشعث بن قیس شام میں جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ وہیں ان کی ایک آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ کوفے میں سکونت اختیار کی۔ جنگِ صفین میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہم راہ تھے۔ (۱۵۱)

بنوفزارہ

بنوفزارہ بنوغطفان کی ایک شاخ ہے۔ ۹ ہجری کو چودہ یا پندرہ آدمیوں پر مشتمل بنوفزارہ کا وفد رسول اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ بڑی دبلی پتلی سواریوں پر سوار تھے۔ ان لوگوں نے اپنے اسلام کا اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے ان کے علاقے کا حال دریافت کیا انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے علاقے میں قحط پڑ گیا ہے ہمارے کھیت خشک ہو گئے ہیں، مویشی ہلاک ہو گئے ہیں، ہمارے عیال تباہی کی زد میں ہیں آپ ﷺ ہمارے لیے دعا فرمایے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پس مدینہ منورہ اور بنوفزارہ میں خوب بارش ہوئی۔ (۱۵۲)

رسالاتِ نبویہ ﷺ میں ایک وثیقہ درج ہے جو کہ بنوفزارہ سے متعلق ہے جس میں آپ ﷺ نے انہیں موضع عبیب اِقطاع فرمایا ہے۔ (۱۵۳) یہی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ وثیقہ انہیں اُس وقت دیا ہو جب یہ بہ طور وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

۱۵۱۔ الطبقات: ج ۱، ص ۲۵۷

۱۵۲۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۵۷

۱۵۳۔ عبدالمنعم خان، رسالاتِ نبویہ ﷺ۔ کتب خانہ ہوم ریاست ٹونک راجپوتانہ ۱۳۳۴ھ: ص ۱۳۰

Marfat.com

عیینہ بن حصین بن فزاری قلبی

عیینہ بن حصین فزاری کا تعلق بنو غطفان کی شاخ بنو فزارہ سے تھا۔ یہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لایا اور مسلمان کی حیثیت سے فتح مکہ میں شریک تھے۔ یہ موکفتہ القلوب تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں غزوۂ حنین کے خمس میں سے سو اونٹ عنایت فرمائے تھے[۱۵۴] لیکن بعد میں یہ اپنے قبیلے کے ساتھ مرتد ہو گیا جس کی تفصیل ہم آگے ذکر کریں گے۔

عیینہ بن حصین بد تہذیب اعراب میں سے تھا، یعنی بدوی لوگ جیسے غیر مہذب اور نا تعلیم یافتہ ہوتے ہیں ویسے بھی تھا۔ یہ ایک مرتبہ بغیر اجازت آں حضرت ﷺ کے پاس چلا گیا۔ کسی نے پوچھا تم نے اجازت کیوں نہیں طلب کی؟ تو کہا کہ میں نے قبیلہ مضر کے کسی شخص سے کبھی اجازت نہیں طلب کی۔[۱۵۵] باوجود اس کے کہ یہ موکفتہ القلوب میں سے تھا اور آں حضرت ﷺ نے اسے حنین کے مالِ غنیمت سے بہت سا مال عطا فرمایا تھا پھر بھی یہ مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ مخلص نہیں تھا۔ مندرجہ ذیل واقعات سے یہ واضح ہو جائے گا۔ ایک واقعہ کچھ یوں ہے: طائف کے محاصرے کے دوران بنو ثقیف کے ڈٹے رہنے پر اس نے ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ بزرگ اور کریم لوگ ہیں جس پر حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ خدا تجھے غارت کرے تو رسول اللہ ﷺ سے چھپنے والے مشرک قوم کی تعریف کرتا ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ میں بنی ثقیف سے لڑنے نہیں آیا ہوں، بل کہ اس لیے آیا ہوں کہ جب محمد ﷺ طائف فتح کر لے تو میں بنو ثقیف کی ایک لڑکی حاصل کر لوں تاکہ اُس سے میری اولاد ہو کیوں کہ یہ بڑی برکت والی قوم ہے۔[۱۵۶]

جب حضرت عمرو بن العاصؓ نے نبی کریم ﷺ سے اس قول کی شکایت کی تو آپ ﷺ مسکرا دیے اور اس کی اس ناپسندیدہ بات پر اس سے کوئی باز پرس نہیں کی۔ آپ ﷺ نے

۱۵۴۔ اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: ج ۴، باب العین والیاء، مادہ عیینہ بن حصین فزاری: ص ۳۱۸

۱۵۵۔ ایضاً

۱۵۶۔ کتاب المغازی: ج ۳، ص ۹۳۷

Marfat.com

حضرت عمرو بن العاصؓ سے صرف اتنا فرمایا۔ "ھذا الحمق المطاع" یہ "احمق مطاع" ہے۔ (۱۵۷)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ عینیہ کے فریب کے متعلق کچھ یوں ہے کہ طائف ہی کے محاصرہ کے وقت جب بنی ثقیف قلعہ میں محصور تھے تو عینیہ ابن حصین فزاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ قلعہ کے اندر جا کر بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت دے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی۔ اس اجازت کے بعد عینیہ قلعے میں ان لوگوں کے پاس جا پہنچا اور بہ جائے اسلام کی دعوت دینے کے ان سے کہنے لگا:

> تم لوگ مضبوطی کے ساتھ اپنے قلعے میں ڈٹے رہو کیوں کہ ہماری حیثیت تو غلام سے بھی بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ (۱۵۸)

اب ان کی ان تمام باتوں سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے دل سے نہیں مجبوراً اسلام قبول کیا تھا، کیوں کہ کسی سچے مسلمان سے اس طرح کی باتیں توقع نہیں کی جا سکتی۔ اسلام کی اس خدمت کے بعد جب وہ واپس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے دریافت فرمایا۔ عینیہ تم نے ان لوگوں سے کیا کہا؟ عینیہ نے کہا۔ میں نے انہیں اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی اور دین کی دعوت دی، دوزخ سے ڈرایا اور جنت کا راستہ بتلایا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو جھوٹ بول رہا ہے تو نے ان لوگوں سے یہ کہا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عینیہ کی ساری باتیں دہرا دی جو اس نے بنی ثقیف سے کہی تھیں یہ سنتے ہی عینیہ حیران رہ گیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سچ کہتے ہیں میں اپنی اس حرکت پر آپ سے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ (۱۵۹)

اس واقعے کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ وہ بدل جاتا اور اپنی اصلاح کر لیتا لیکن وہ ویسا ہی اُجڈ اور سرکش رہا یہاں تک کہ حنین کے قیدیوں کے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی بھی کی اور ہوازن

۱۵۷۔ ایضاً

۱۵۸۔ سیرت حلبیہ: ج ۵، ص ۳۶۱

۱۵۹۔ سیرت حلبیہ: ج ۵، ص ۳۶۱

Marfat.com

کے قیدی جو اسے بھی غنیمت میں ملے تھے آپ ﷺ کی سفارش پر انہیں چھوڑنے سے انکار کیا حال آں کہ دوسرے مہاجرین وانصار نے آپ ﷺ کی سفارش کی وجہ سے اپنے اپنے قیدی چھوڑ دیے تھے۔ (۱۶۰)

عینیہ، فزارہ اور بنوغطفان کا ارتداد

بنوفزارہ اور عینیہ بن فزارہ نے ارتداد اختیار کر لیا تھا اور طلیحہ اسدی کے تابع ہو گئے تھے۔ (۱۶۱) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عینیہ بن حصن نے بنوغطفان کے سامنے تقریر کی، جس کا خلاصہ یہ ہے:

ماأعرف حدود غطفان منذ الانقطاع ما بيننا وبين بنيِ اسد وإني لمجدد الحلفَ الذى كان بيننا فى القديم ومتابع طليحة والله لأن نتبع نبيًا من الحليفين أحب إلينا من أن نتبع نبيًا من قريش وقد مات محمد ﷺ وبقى طليحة (۱۶۲)

ہمارے اور بنواسد کے درمیان قدیم تعلقات تھے جواب منقطع ہو چکے ہیں۔ میں ان تعلقات کی تجدید چاہتا ہوں اور طلیحہ اسدی کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔ اگر ہم اپنے حلیفوں میں سے کسی نبی کی اتباع کریں تو یہ بات اس سے بہتر ہے کہ ہم قریش کے نبی محمد ﷺ کی اتباع کریں۔ اس کے علاوہ محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے اور طلیحہ زندہ ہے۔

غطفان نے اس کی رائے سے اتفاق کیا۔ اس نے طلیحہ کی اتباع کر لی۔ ان سب نے اس کی اتباع کی اور سب کے سب مرتد ہو گئے۔ (۱۶۳)

حضرت فرازؓ، حضرت قضاعیؓ، حضرت سنانؓ اور دوسرے وہ لوگ جو فتنہ ارتداد کے انسداد کے لیے کام کر رہے تھے وہاں سے بھاگے جتنے ان کے ساتھی تھے وہ منتشر ہو گئے۔ پھر

۱۶۰۔ ایضاً: ص ۳۸۸

۱۶۱۔ اُسد الغابۃ: ج ۴، باب العین والیاء، مادہ عینیہ بن حصین فزاری، ص ۳۱۸

۱۶۲۔ تاریخ طبری: ج ۳، ص ۲۵۷

۱۶۳۔ ایضاً

Marfat.com

انہوں نے اس سارے معاملے کی اطلاع حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دی۔(۱۶۴) اس سلسلے میں ضرار بن الازور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی استقلال سے متعلق بیان کرتے ہیں:

فما رأيت أحدًا ليس رسول الله ﷺ بحرب شعواء من أبى بكر فجعلنا نخبره ولكأنما نخبره بها لا و لا عليه (۱۶۵)

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ شاید ہی کسی شخص کو جنگ کی ایسی پریشان کن حالت سے مقابلہ کرنا پڑا ہو جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کو ہوا مگر اس کے باوجود ان کے استقلال میں ذرا کمی نہ تھی۔

اس فتنے کے انسداد کے لیے حضرت خالد بن ولیدؓ اپنی فوج کے ساتھ مقامِ بزاخہ طلیحہ اسدی اور اس کی جمعیت کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔(۱۶۶) بہت سے قبائل یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کون غالب آتا ہے۔ طلیحہ اسدی جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا وہ کذاب اپنے معاونین کے لیے عیینہ بن حصن بنو فزارہ کے ساتھ سو افراد کو لے کر پہنچا۔ صف بندی ہوئی۔ طلیحہ اپنے خیمے میں بیٹھ کر چادر میں لپٹ کر پیشن گوئیاں کرتا رہا اور اپنے زعم کے مطابق وحی کا انتظار کرتا رہا، جب کہ عیینہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گیا۔ جب قتال سے دل تنگ ہو گیا تو طلیحہ کے پاس آیا وہ اپنی چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ عیینہ نے پوچھا:

کیا جبرئیل آئے؟

طلیحہ نے کہا۔ نہیں

وہ پھر لوٹ گیا اور کچھ دیر بعد پھر آیا اور پوچھا کیا جبرئیل آئے؟

اس نے کہا۔ نہیں۔

پھر تیسری مرتبہ آکر عیینہ نے پوچھا۔ تو طلیحہ نے کہا ہاں آئے۔

۱۶۴۔ تاریخ طبری: ج ۳، ص ۲۵۸

۱۶۵۔ ایضاً

۱۶۶۔ ایضاً: ۲۵۵

Marfat.com

عینیہ نے پوچھا جبرئیلؑ نے کیا کہا؟

اس نے جواب دیا:

جبرئیلؑ نے کہا ہے کہ عینیہ یہ لڑائی تمھارے اسی طرح چکی کا پاٹ ثابت ہوگی جیسے عینیہ کے لیے اور ایک ایسا واقعہ ہو چکا ہے جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

عینیہ نے اپنے دل میں کہا واقعی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ ایک ناقابل فراموش ثابت ہوگی۔ اے بنی فزارہ! ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اب یہاں سے بھاگو بہ خدا طلیحہ کذاب ہے۔ تمام بنی فزارہ اپنے امیر کے حکم پر لڑائی سے کنارہ کش ہوگئے۔ ان کے جاتے ہی رنگ بدل گیا۔ تمام مرتدین بھاگ کر طلیحہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کیا حکم ہے؟ اس سے پہلے ہی طلیحہ نے اپنے بھاگنے کا سازوسامان درست کر رکھے تھے۔ اس نے ان سے کہا۔ جو میری طرح جان بچا کے بھاگ سکتا ہے وہ بھاگ جائے اور وہاں سے فرار ہوگیا۔ اس کی جماعت بالکل پراگندہ ہوگئی۔ بہت سے مارے گئے۔ (۱۶۷)

جب جنگ کے قیدی گرفتار ہوئے تو عینیہ بن حصن بھی ان قیدیوں میں تھا۔ حضرت خالدؓ نے اسے سخت جکڑنے کا حکم دیا، تاکہ عبرت حاصل ہو۔ جس وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوا اس کے دونوں ہاتھ گردن سے کے ساتھ بندھے ہوئے تھے، تاکہ اس پر عتاب ہو اور دوسروں کو خوف پیدا ہو۔ جب وہ اس کیفیت میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو مدینہ کے چھوٹے کھجور کے شاخیں اسے چھوتے تھے اور کہتے تھے: اے اللہ کے دشمن تو ایمان لاکر کافر ہوا۔ تو اس نے جواب دیا میں اب تک اللہ پر ایمان نہیں لایا تھا۔ جب یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے آیا تو ابوبکرؓ نے اسے معاف کر کے اس کی جان بخشی کر دی اور اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ (۱۶۸)

عینیہ کے سارے حالات جاننے کے بعد ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں جو فرمایا کہ وہ "احمق مطاع" ہے تو وہ اس پر بالکل صادق آتا ہے اور آپ ﷺ جو فرماتے

۱۶۷۔ تاریخ طبری: ج ۳، ص ۲۵۵، ۲۵۶

۱۶۸۔ ایضاً: ص ۲۵۰

Marfat.com

ہیں وہ ہمیشہ حق ہوتا ہے۔ اس کے تمام حالات اور ارتداد کے حالات معلوم ہونے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اُجڈ، ہٹ دھرم اور احمق تھا جس پر کسی اچھی بات کا اثر نہیں ہوتا تھا نہ ہی تالیف قلبی سے اس کا دل بدل سکا۔ تب ہی وہ طلیحہ اسدی کے فتنے کا شکار ہوا۔ لیکن مصادر میں ہے کہ آخر میں وہ بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔

بنو حنیفہ اور مسیلمہ کذاب کی بارگاہ رسالت ﷺ میں آمد

۹ ہجری کو بنو حنیفہ کے اُنیس آدمیوں کا وفد نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جن کا آپ ﷺ نے بہت تواضع اور اکرام کیا۔ یہ لوگ چند دن مقیم رہے۔ وفد کا ایک رکن رجال بن عنفوۃ حضرت اُبی بن کعبؓ سے قران کا درس بھی لیتا رہا۔ مسیلمہ کذاب بھی وفد میں موجود تھا جسے یہ لوگ اپنے سامان کی نگرانی کے لیے سامان کے پاس چھوڑ آئے تھے۔ آپ ﷺ نے وفد کے ہر رکن کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی۔ وفد کے اراکین نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ان کا ایک ساتھی بھی ہے جسے وہ سامان کی نگرانی کے لیے کجاوے میں چھوڑ آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے بھی اتنے ہی عطیے کا حکم فرمایا جو سب کو عطا کیا گیا تھا۔(۱۶۹)

مسیلمہ کذاب کا دعویٰ نبوت اور ارتداد

اس گفت گو کے بعد یہ لوگ واپس ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے بخشش کردہ عطایا بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب یہ لوگ یمامہ پہنچے تو اللہ کا دشمن مسیلمہ کذاب مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ کہنے لگا میں بھی محمد ﷺ کے ساتھ شریک نبوت ہوں۔(۱۷۰) بنو حنیفہ سب کے سب لوگ ہی شرپسند تھے سوائے چند ایک صحابہؓ کے جو اس فتنے میں بھی اسلام اور آپ ﷺ کی اطاعت پر ثابت قدم رہے، جیسا کہ حضرت ثمامہ بن اثالؓ۔ ان شریر اور شرپسند افراد کا سرغنہ مسیلمہ بن کذاب تھا۔(۱۷۱) اس سے متعلق صحیح بخاری کی ایک روایت ہے جو کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے:

۱۶۹۔ الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۷۳، ۲۷۴

۱۷۰۔ تاریخ طبری: ج ۳، ص ۱۳۸

۱۷۱۔ حضرت ابوبکر صدیق شخصیت اور کارنامے: ص ۳۴۷، ۳۵۱

Marfat.com

قَدِمَ مسليمة الْكذاب عَلَى عَهْدِ رَسُول الله ﷺ فجَعَل يقول: إنْ جَعَلَ لِي محمدٌ مِنْ بَعْدِهِ تَبعتهُ وَقدِمَهَا فِي بَشرٍ كَثيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأقبَل إليهِ رَسُوْل الله ﷺ وَمَعَهُ ثابتُ بنْ شماس وَفي يَدِ رَسُوْلِ الله ﷺ قِطعَةُ جَرِيدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلَى مُسَلِيمَة فِي أصْحَابِهِ فَقَال: لَوْ سَأَلْتَنِي هٰذِهِ القِطْعَةَ مَا أعْطَيتكهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أمْرَالله فيک وَلئِنْ أدْبَرت لَيَعْقِرَنّکَ الله وَإني لأرَاکَ الذي أريت فِيهِ مَا رَأيتُ[۱۷۲]

نبی اکرم ﷺ کے عہد میں مسیلمہ کذاب آیا اس دعویٰ کے ساتھ کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد (اپنا نائب وخلیفہ) بنادیں تو میں ان کی اتباع کرلوں۔ اس کے ساتھ اس کی قوم (بنو حنیفہ) کا بہت بڑا لشکر تھا۔ حضور اکرم ﷺ اس کی طرف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ بھی تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی بھی تھی۔ جہاں مسیلمہ کذاب اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ وہیں جاکر ٹھہر گئے اور آپ نے اس سے فرمایا۔ اگر مجھ سے یہ ٹہنی مانگے تو میں یہ بھی تجھے نہیں دوں گا اور تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو تیرے بارے میں پہلے ہی ہو چکا ہے تو نے اگر میری اطاعت سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے گا۔ میرا خیال ہے تو وہ ہی ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔

اس حدیث مبارک سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مسیلمہ کذاب مدعی نبوت بن کر اپنا حصہ مانگنے آپ ﷺ کے پاس آیا تھا اور یہ بنو حنیفہ کے ود کے بعد کا واقعہ ہو سکتا ہے۔ جب یہ اپنی قوم کے ساتھ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا تھا۔

ابن اسحاق کا اس سلسلے میں بیان ہے:

۱۷۲۔ صحیح بخاری: ج۵، ص ۱۷۰، رقم ۴۳۷۳

Marfat.com

مسیلمہ کذاب نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا۔ خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا:

فاني قَدْأشركت فِي الامر معك، وإنَّ لنا نصف الأرض، ولقريش نصف الأرض، ولكن قريشًا قوم يعتدون (۱۷۳)

میں نے اس کام (نبوت) میں آپ ﷺ سے شرکت کرلی ہے۔ اب نصف ہمارے لیے ہوگا اور نصف قریش کا حصہ ہوگا اور قریش انصاف کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔

یہ واقعہ ۱۰ ہجری کے آخر کا ہے۔ (۱۷۴)

مسیلمہ کذاب کے دو قاصد یہ خط آں حضرت ﷺ کے پاس لائے تھے آپ ﷺ نے ان دونوں قاصدوں سے ارشاد فرمایا:

کیا تم بھی وہی کہتے ہو جو اس (کذاب) کا دعویٰ ہے؟

ان لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں بے شک ہم اسے نبی مانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر قاصدوں کا قتل روا ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن مار دیتا۔ (۱۷۵)

بنو حنیفہ کا ارتداد

بنو حنیفہ کے چند مخلص صحابہ کرامؓ کو چھوڑ کر تمام بنو حنیفہ مسیلمہ کذاب کے فتنے میں ملوث ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور انہوں نے اس کا ساتھ دیا۔ طبری نے یہاں تک بیان کیا ہے کہ جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو بنو حنیفہ اتنے خوش ہوئے کہ خوشی سے تالیاں بجائیں۔ (۱۷۶)

۱۷۳۔ سیرت ابن ہشام: ج ۴، ص ۲۴۳

۱۷۴۔ ایضًا

۱۷۵۔ سیرت ابن ہشام: ج ۴، ص ۲۴۳

۱۷۶۔ تاریخ طبری: ج ۳، ص ۱۳۸

Marfat.com

بنو حنیفہ کا مسیلمہ کذاب کا ساتھ دینے کی سب سے بڑی وجہ ان کی قبائلی عصبیت تھی، کیوں کہ مسیلمہ ان کے قبیلے سے تھا اور اس کے نبی ہونے کی وجہ سے ان کو عرب پر اقتدار حاصل ہوجاتا، اس لیے اس ارتداد میں قبائلی عصبیت اور اقتدار وقیادت کے حصول جیسے عناصر کارفرما تھے۔ جس کے نتیجے میں یہ قوم اتنی بڑی گم راہی کا شکار ہوئی۔

رجال بن عنفوۃ کا مرتد ہونا

رجال بن عنفوۃ بنو حنیفہ کے وفد کے ساتھ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تھا۔ اس نے ابی بن کعبؓ سے قرآن کریم سیکھا تھا۔ (۱۷۷) وفد میں شامل دوسرے افراد کی طرح اس کو بھی رسول اللہ ﷺ نے پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی تھی۔ (۱۷۸) یہ ارتداد کے زمانے میں ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا تھا تو انہوں نے اسے اہل یمامہ کو دعوت الی اللہ دینے اور انہیں اسلام پر ثابت قدم رکھنے کے لیے بھیجا، لیکن اس نے اس کے برعکس وہاں جاکر مسیلمہ کذاب کی نبوت کی گواہی دے دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ مسیلمہ بن حبیب کو ان کے ساتھ حکومت میں شریک کیا گیا ہے۔ اہل یمامہ کو سب سے بڑا گم راہ کرنے والا یہ ملعون تھا بل کہ مسیلمہ کذاب سے بھی بڑا فتنہ تھا اس کی وجہ سے اہل یمامہ نے مسیلمہ کذاب کی اتباع کی۔ (۱۷۹)

مجاعہ بن مرارۃ

مجاعہ بن مرارۃ بنو حنیفہ کے روٴسا میں سے تھے۔ یہ اپنے والد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں عورہ، غرابہ، حُبل کے علاقے اِقطاع کیے اور وثیقہ لکھ دیا۔ (۱۸۰)

۱۷۷۔ الطبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۲۷۴

۱۷۸۔ ایضاً

۱۷۹۔ البدایۃ والنھایۃ: ج۹، ص ۴۶۶

۱۸۰۔ اُسد الغابۃ: ج۵، ص ۵۷، باب المیم والجیم، مادہ، مجاعۃ بن مُرارۃ

Marfat.com

جب مسلمانوں اور مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کے درمیان جنگ کے ہنگاموں کا آغاز ہونے لگا تو مجاعہ نے اس افراتفری میں بنی عامر اور بنی تمیم سے انتقام لینے کا موقع غنیمت جانا اور اپنے تیس شہ سواروں کے ساتھ نکلا۔ واپسی پر انہیں مسلمانوں نے گرفتار کرلیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس لے جایا گیا۔ حضرت خالدؓ نے ان سے کہا اے بنی حنیفہ! تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ ایک نبی تم میں سے اور ایک نبی ہم میں سے۔ یہ جواب سن کر حضرت خالدؓ نے مجاعہ کے علاوہ سب کو قتل کرانے کا حکم دے دیا۔ آپؓ نے اسے اپنے پاس یرغمال کے طور پر رکھا کیوں کہ وہ جنگی چالوں کا ماہر تھا اور بنی حنیفہ کا شریف مطاع سردار تھا۔ (۱۸۱)

جب مسلمانوں اور کفار میں جنگ کا آغاز ہوا تو مجاعہ یرغمال ہونے کی وجہ سے حضرت خالدؓ کی بیوی اُم تمیم کے خیمے میں اسیری کی حالت میں موجود تھا۔ جب مسلمانوں اور کفار میں جنگ شروع ہوئی اور مسلمان پسپا ہوئے اور بنی حنیفہ کے کچھ لوگ ام تمیم کے خیمے کے اندر آ گئے تاکہ اُسے قتل کر دے، مگر مجاعہ نے اسے بچایا اور حملہ آوروں سے کہا کہ میں ان کا ہم سایہ ہوں اور یہ ایک شریف بی بی ہیں۔ اس طرح اس نے حملہ آوروں کو پلٹا دیا۔ (۱۸۲)

مجاعہ بن مرارۃ بھی مسیلمہ کو کذاب سمجھتا تھا لیکن قبیلہ اور عصبیت کے جذبے کی وجہ سے اسے نبی مانتا تھا۔ اس بات کی وضاحت اس واقعے سے بھی ہوتی ہے۔ مجاعہ نے حضرت خالدؓ کو جب وہ اسیری میں تھا واقعہ سنایا کہ بحرین کا ایک شخص مسیلمہ کا کاتب تھا اس کو مسیلمہ نے اپنے بہت ہی قریب کرلیا تھا کسی کو قربت کا یہ مقام حاصل نہیں تھا۔ وہ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: تباہی ہے اے یمامہ والو! تمھارا ساتھی واللہ کذاب ہے۔ میرے خیال میں تم مجھے متہم قرار نہیں دو گے (کہ میری اس بات میں شبہ کرو) کیوں کہ تم یہ جانتے ہو کہ اس کے نزدیک میرا کتنا بڑا مقام ہے لیکن واللہ وہ تم سے جھوٹ بولتا ہے اور تم سے باطل کی بیعت لیتا ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے مجاعہ سے دریافت کیا کہ پھر اس بحرینی نے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا

۱۸۱۔ البدایۃ والنھایۃ، ج ۹، ص ۴۶۷

۱۸۲۔ تاریخ طبری: ج ۳، ص ۲۸۸

Marfat.com

وہ اس کے پاس سے بھاگ کھڑا ہوا۔ خالد نے فرمایا اس خبیث کے کچھ اور جھوٹ بیان کرو۔ اس پر مجاعہ نے اس کے کچھ رجزیہ کلام پیش کیے، اس پر خالدؓ نے اس سے پوچھا۔ کیا تم لوگ اس کو حق سمجھتے تھے اور اس کی تصدیق کرتے تھے؟ مجاعہ نے کہا اگر ہمارے نزدیک یہ حق نہ ہوتا تو کل آپ کے مقابلے میں دس ہزار تلواریں جمع نہ ہوتیں ۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا۔ تمھارے مقابلے میں اللہ ہمارے لیے کافی ہے۔ وہ اپنے دین کو غالب کرے گا یہ لوگ ہم سے نہیں اللہ سے جنگ کر رہے ہیں، اس کے دین کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ (۱۸۳)

جب مسلمان کفار کے مقابلے میں فتح یاب ہوئے تو مجاعہ بن مرارہ نے کوشش اور حکمت عملی سے حضرت خالدؓ کے ساتھ اپنی قوم کی مصالحت کرادی اور اُن لوگوں نے دوبارہ رجوع کیا اور اسلام کو قبول کرلیا۔

مسیلمہ کذاب کے فتنے کا خاتمہ

مسیلمہ کذاب کے فتنے کے خاتمے کے لیے مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب اور اس کے حواریوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کی ۔ مسلمانوں کے لشکر کی قیادت حضرت خالد بن ولیدؓ کررہے تھے۔ مرتدین نے مسلمانوں پر نہایت سخت حملہ کیا۔ شروع میں مسلمان پسپا ہوئے اور اس دوران کچھ بنوحنیفہ کے لوگ حضرت خالدؓ کے خیمے میں ان کی بیوی کو قتل کرنے گھس گئے لیکن مجاعہ نے ان کی حفاظت کی اور بنوحنیفہ کے افراد کو واپس بھیجا۔ اس چکر میں رجال بن عنفوۃ ملعون بھی قتل ہوگیا اور اس کا قتل حضرت عمر فاروقؓ کے بھائی حضرت زید بن خطابؓ نے کیا۔ (۱۸۴)

آہستہ آہستہ جنگ کا پانسہ پلٹا اور مسلمان دشمن کو دھکیلتے ہوئے ان کی صفیں چیرتے آگے بڑھتے گئے۔ ہر کوئی اس کوشش میں تھا کہ مسیلمہ کذاب ہاتھ لگ جائے اور وہ اُسے جہنم واصل کردے۔ صحابہ کرامؓ نے اس معرکے میں انتہائی صبر و استقامت کا ثبوت دیا اور برابر دشمن کی

۱۸۳۔ حضرت ابوبکر صدیق شخصیت اور کارنامے: ص ۳۵۵، ۳۵۶

۱۸۴۔ البدایۃ والنہایۃ: ج ۷، ص ۴۶۷، ۴۶۸

Marfat.com

طرف بڑھتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی اور کفار پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس جنگ میں قتل ہونے والے مرتدین کی تعداد دس ہزار تھی اور جامِ شہادت نوش کرنے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد چھ سو تھی۔ شہید ہونے والے زیادہ تر کبار صحابہؓ تھے۔[۱۸۵] بعد ازاں بنو حنیفہ کی بے جو بچے ہوئے لوگ تھے مجاعہ بن مرارعہ نے کمالِ حکمت عملی سے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان سے مصالحت کرنے پر راضی کر لیا اور اُن سب نے رجوع کیا اور دوبارہ اسلام لے آئے۔[۱۸۶]

اس کے بعد بنو حنیفہ کا وفد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا۔ ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ تم لوگوں نے یہ کیا حرکت کی کہ اسلام سے بغاوت کی۔ انہوں نے کہا اے خلیفہ رُسول ﷺ! ہم سے جو لغزش ہوئی وہ ایک منحوس آدمی کی وجہ سے ہوئی کہ جسے نہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں برکت دی نہ اس کے خاندان کو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کا عذر قبول کیا اور نہیں معاف فرمایا۔[۱۸۷]

فتنہ ارتداد میں کچھ لوگ ضرور مرتد ہوئے اور لوگوں کی گم راہی کا باعث بنے لیکن اس واقعے سے کھرّے کوٹے کی پہچان ہوگئی اور ان نومسلم مسلمان یا رؤسا جن کی تالیف قلبی کی گئی تھی ان کا اخلاص بھی سامنے آگیا کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اگر ان کے اندر نقص ہوتا تو وہ بھی ضرور ارتداد کرتے لیکن اُن میں سے زیادہ تر افراد اسلام پر قائم رہے۔ ان میں بہت بڑے بڑے نام ہیں جنہوں نے آگے جا کر اسلام کے ساتھ مخلص ہونے کا ثبوت دیا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کے اِقطاع وعطایا کے مجموعی طور پر مثبت اثرات مرتب ہوئے اور دعوتی پہلو سے اسے دیکھا جائے تو آپ ﷺ کی یہ نہایت کام یاب حکمت عملی تھی جس کے دور رس نتائج حاصل ہوئے تھے۔

۱۸۵۔ البدایۃ والنہایۃ: ج ۹، ص ۴۶۸، ۴۶۷

۱۸۶۔ ایضاً: ص ۴۷۰، ۴۶۹

۱۸۷۔ ایضاً: ص ۴۷۱، ۴۷۰

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے اِقطاع وعطایا کے دعوتی اثرات کا تجزیہ

اس باب میں ہم نے تفصیل کے ساتھ آپ ﷺ کے اِقطاع وعطایا کے نوازنے کے دعوتی پہلوؤں کا جائزہ لیا اور ان کے اثرات پر بحث بھی کی۔ اب ہم ان اثرات کا مختصراً جائزہ نقاط کی صورت میں لیتے ہیں:

ا۔ عہد جاہلیت کے بہت بڑے اللہ کے دشمن کا قبول اسلام کے بعد اللہ کی راہ میں آنکھوں کو قربان کر دینا

یہاں ہم ذکر کر رہے ہیں حضرت ابوسفیان بن حربؓ کا۔ کون نہیں جانتا کہ ابوسفیان اور اس کی اسلام کی دشمنی کو۔ اس نے ہر مرحلے پر حضور اکرم ﷺ کی سخت مخالفت کی۔ آپ قریش کے صفِ اوّل کے سرداروں میں سے تھے بل کہ ابوجہل کے بعد قریش کا یہ ہی بہت بڑا سردار تھا جس نے مسلمانوں کے ساتھ لڑی جانے والی تمام جنگوں میں قریش کی قیادت کی۔ لیکن جب یہ اسلام لائے تو آپ ﷺ نے اس سے درگزر فرمایا۔ فتح مکہ پر اس کی عزت افزائی کرتے ہوئے اس کے گھر کو پناگاہ قرار دیا۔ اسی طرح غزوۂ حنین کے اموال میں سے اس کو اور اس کے بیٹوں کو خطیر عطایا عنایت فرما کر اس کی تالیف القلبی فرمائی۔ اس تالیف القلبی سے اس کے اندر اسلام کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کے لیے شکرگزاری اور ممنونیت جیسے جذبات واحساسات پیدا ہوئے۔ یوں ابوسفیان مسلمانوں کے خلاف رئیس الاعدا، جب ایمان کے نور سے منور ہوئے تو اپنی دونوں آنکھیں اللہ کی راہ میں قربان کر کے نابینا ہو گئے۔ آپؓ کی ایک آنکھ غزوۂ طائف میں تیر لگنے سے ضائع ہوئی جس پر انہوں نے جنت کے چشمے کو ترجیح دی اور دوسری آنکھ جنگ یرموک میں تیر لگنے سے ضائع ہوئی۔ آپؓ کی یہ قربانی ان کے جذبہ ایثار کی دلیل ہے۔

Marfat.com

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؓ اسلام پر کس قدر ثابت قدم اور آپ کا ایمان کس قدر پختہ ہوچکا تھا اور یہ سب رسول اللہ ﷺ کے خلوص کا ہی نتیجہ اور فیض کا اثر تھا کہ ابوسفیان جیسا اسلام دشمن اسلام کے ساتھ اس قدر مخلص ہو گیا تھا۔

۲۔ حضور اکرم ﷺ کا سپہ سالارِ مشرکین کو سالارِ مسلمین بنانا

مالک بن عوف نصری جو غزوۂ حنین کے موقع پر مشرکین کی فوج کا سپہ سالار تھا اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں اس قدر متشدّد تھا کہ اس ڈر سے کہ اس کی فوج جنگ کے میدان میں کم زور نہ پڑے اپنی تمام قوم بمعہ اہل وعیال واموال کے آیا تھا۔ شکست کے بعد آں حضرت ﷺ نے شفقت فرماتے ہوئے نہ صرف اس کے عیال واموال کو تحفظ عطا فرمایا، بل کہ اس کے قبول اسلام سے قبل ہی اس کو عطایا عنایت فرمایا جو کہ سو اونٹ تھے۔ آپ ﷺ کی اس شفقت نے اس کی دل کی دنیا بدل دی اور وہ شخص جو مسلمانوں کی طاقت ختم کرنے اُن سے لڑنے آیا تھا آپ ﷺ کے قدموں میں آکر اسلام کو قبول کرتا ہے۔ یہ سب آپ ﷺ کی دعوت حق کے اس اندازہ کے سبب تھا جو قلب ماہیت کو یک سر تبدیل کر لیتا تھا بل کہ مسخر کر لیتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے مالک بن عوفؓ کے قبول اسلام کے بعد اسے ہوازن اور فہم کے مسلمانوں کا حاکم اور فوجی سالار بنا دیا اور اب وہ بہ حیثیت مسلمان فوج کے سردار کے مشرکین کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا تھا۔ وہ مالک بن عوفؓ جو اپنی قوم کے عیال واموال لے جانے کے اعتراض اور اختلاف کرنے پر خودکشی کرنے کو تیار ہو گیا تھا اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اسلام کے ساتھ اس قدر مخلص ہوا کہ طائف کے قریبی علاقوں میں جو لوگ مسلمان تھے یا ہو رہے تھے آپؓ نے ان کی ایک فوج تیار کی اور مشرکین خاص کر اپنی قوم پر حملے کیے۔ آپؓ اپنی قوم کے لیے پریشانی کا سبب بنے۔ یہاں تک کہ غنائم میں سے حضور اکرم ﷺ کو باقاعدہ خمس بھیجتا تھا۔

۳۔ حضور اکرم ﷺ کی فیاضی سے بدّو کے ذریعے پورے قبیلے کا اسلام لانا

رسول اللہ ﷺ اتنی فیاضی سے عطایا عنایت فرماتے تھے کہ عطیہ حاصل کرنے والے کا دل اسلام کے لیے کشادہ ہو جاتا تھا۔ جیسے کہ ایک بدو نے رسول اللہ ﷺ سے بکریوں کا

Marfat.com

ایک ریوڑ مانگا۔ اس ریوڑ میں اتنی بکریاں تھی کہ دو پہاڑوں کے بیچ میں جتنی جگہ ہوتی ہے وہ بکریوں سے بھر جائے۔ اندازہ کریں کہ وہ کتنی بے شمار بکریاں ہوں گی اور اس طرح کسی غریب بدو کے مانگنے پر جب آپ ﷺ نے بغیر کسی تامل کے اُسے وہ ریوڑ عطا کر دیا تو آپ ﷺ کی فیاضی سے وہ بدو اتنا حیران اور متاثر ہوا کہ اپنی قوم کے پاس جا کر انہیں اسلام لانے کی ترغیب دی اور کہا: اے لوگو! مسلمان ہو جاؤ کیوں کہ محمد ﷺ اتنا کچھ عطا کرتے ہیں کہ پھر محتاجی کا ڈر نہیں رہتا۔ یوں اس بدو کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ بدو چوں کہ دیہاتی لوگ ہوتے تھے، اس لیے یہ جاہل اور اجڈ ہوتے تھے مگر آپ ﷺ کے اخلاص و شفقت اور فیاضی نے اس بدو کے دل کو اس حد تک متاثر کیا کہ اس نے جا کر اسلامی دعوت کا اتنا بڑا کام سرانجام دیا کہ اپنے قبیلے کو اسلام میں داخل کرنے کا باعث بنا۔

۴۔ بارگاہ نبوت میں آنے والے وفود کی تالیف القلبی اور عزت افزائی

نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرب کے کونے کونے سے مختلف قبائل کے افراد بہ طور وفود حاضر ہوتے تھے۔ ان کے مقاصد مختلف ہوتے۔ ان میں سے کچھ اسلام قبول کر چکے ہوتے اور آپ ﷺ کے پاس اسلام پر بیعت کرنے حاضر ہوتے تھے۔ کچھ اسلام کے بارے میں جاننے آتے اور سوالات پوچھتے اور پھر مطمئن ہونے کے بعد اسلام قبول کرتے۔ کچھ خاص معاہدات کی غرض سے آتے۔ رسول اللہ ﷺ ان تمام وفود کے ساتھ خواہ وہ کسی بھی غرض سے آتے، انتہائی شفقت اور اکرام سے پیش آتے۔ ان کی مہمان نوازی فرماتے جس سے وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ جیسے کہ وفد اشجع تھا جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت دینے پر صاف کہہ دیا تھا کہ وہ صرف معاہدے کی غرض سے آئے ہیں اسلام قبول کرنے نہیں۔ لیکن آپ ﷺ کے حسن سلوک سے اتنا متاثر ہوئے کہ خود ہی پکار اُٹھے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں ہم آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنے پاس آنے والے زیادہ تر وفود کی تالیف قلبی کے لیے وفد کے تمام افراد کو عطایا سے نوازتے تھے جو کہ پانچ پانچ اوقیہ چاندی ہوتی یا کھجوریں۔ قبیلے کے اہم افراد کو آپ ﷺ عہدے سے بھی نوازتے۔ اسے اس کی قوم کا امیر یا سردار مقرر فرماتے۔ وفد کے قائد

Marfat.com

یا سربراہ کی عزت افزائی کے لیے اُسے بارہ اوقیہ چاندی سے نوازتے۔ یہ وفود جب اپنے قبیلوں میں واپس جاتے تو دعوت کا کام نہایت دل جمعی سے انجام دیتے۔ اس لیے اسلام کی دعوتی تحریک میں وفود کا کردار بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیوں کہ ان کے تبلیغی ساعی کی بدولت ان کے علاقے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

۵۔ رسول اکرم ﷺ کے حلیفانہ روابط قائم کرنے کی بہ دولت قبائل کا جاں نثار و علم بردارِ اسلام بن جانا

نبی کریم ﷺ نے جب مدینہ منورہ میں ریاست قائم کی تو آس پاس میں واقع قبائل کے ساتھ امن کے معاہدات کیے اور حلیفانہ روابط قائم کیے۔ ان کے سرداروں کو اقطاع عنایت فرمائے۔ ان دوستانہ روابط اور میل جول کی بہ دولت لوگوں کی آمد و رفت ایک دوسرے کے علاقوں میں قدرآشنا ہوگئی اور اسی کے ذریعے آپ ﷺ نے ان قبائل کو دعوت پہنچانے کا موثر انتظام کیا۔ وہاں آپ ﷺ کی طرف سے مختلف افراد دعوت کا کام سرانجام دیتے جن میں سے زیادہ تر افراد اُسی قبیلے ہی سے تعلق رکھتے جو کہ بارگاہِ نبوت ﷺ سے فیض یاب ہو چکے ہوتے تھے۔ اس طرح انتہائی سرعت سے اسلام کا پیغام تمام قبائل میں پھیلتا چلا گیا اور لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ بعض اوقات پورے کا پورا قبیلہ ایک ساتھ ہی اسلام قبول کر لیتا۔ اس لیے کچھ ہی عرصے میں تمام قبائل آپ ﷺ اور دین اسلام کے جان نثار سپاہی اور تابع بن گئے۔

ان تمام نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اِقطاع و عطایا کی پالیسی کو اگر دعوتی پہلوؤں سے دیکھا جائے تو یہ آپ ﷺ کی کام یاب ترین حکمت عملی ثابت ہوتی ہے، جس سے آپ ﷺ نے مختلف قبائل اور ان کے قائدین کو اسلام کے تابع بنایا اور اس طرح آپ ﷺ نے اپنا اصل مقصد جو کہ دعوت الی اللہ تھا، حاصل کر لیا۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے عطایا
اور ان کے دعوتی اثرات

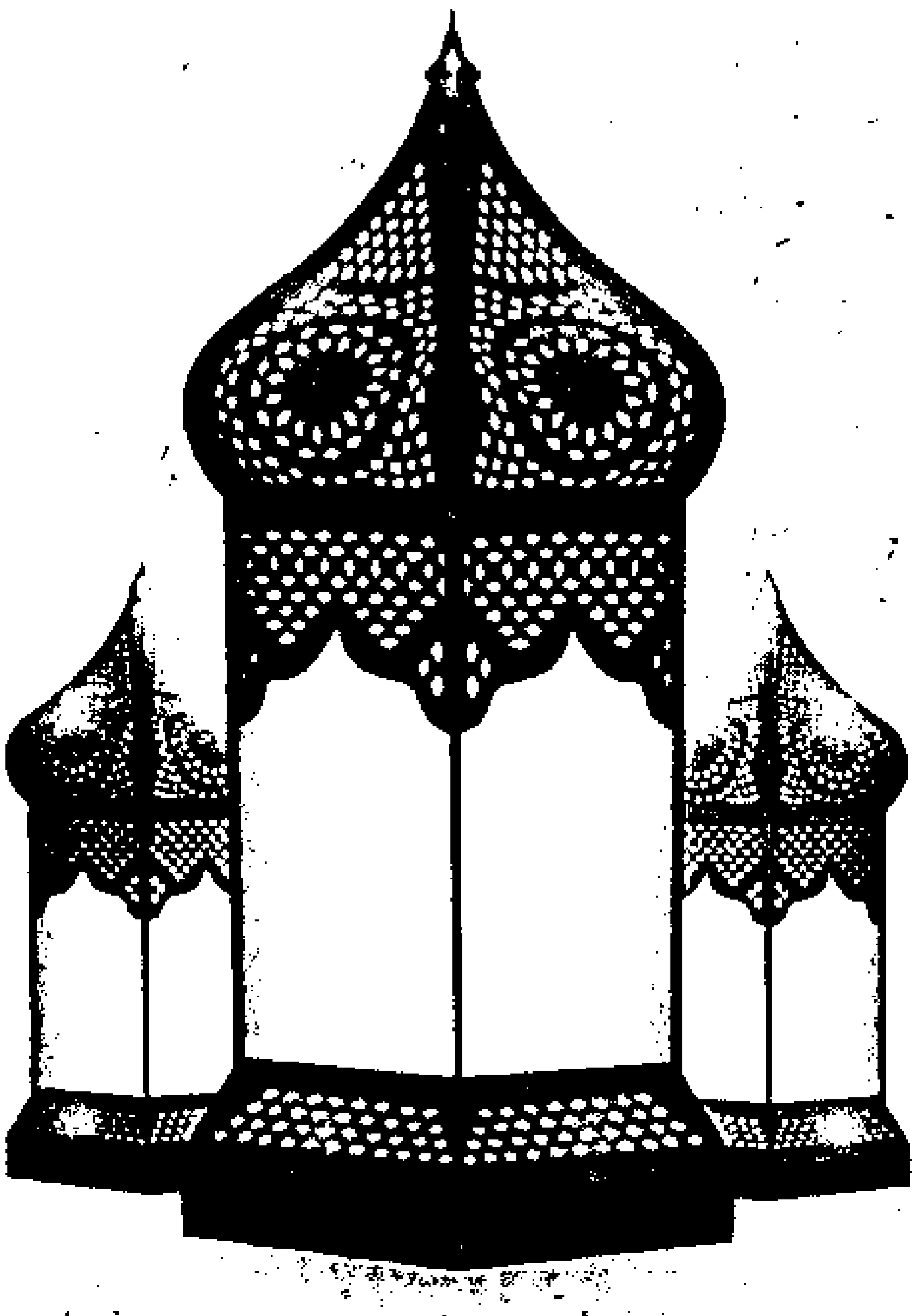

ڈاکٹر ادیبہ صدیقی

Marfat.com